فضائل ذی الحجہ
و
احکام قربانی

تالیف

حضرت مولانا مشکور ہاشمی صاحب

خلیفہ مجاز بیعت

پیر طریقت وواقف اسرار محبت

حضرت اقدس صوفی شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب

پسند فرمودہ

خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب

رئیس: مرکز الافتاء والارشاد، غرفۃ السالکین، گلستان جوہر بلاک ۱۲، کراچی

باھتمام

مکتبہ دارالعلوم صدیقیہ

نارتھ کراچی، کراچی

فضائل ذی الحجه

و

اَحکام قربانی

تالیف

حضرت مولانا مشکور ہاشمی صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز بیعت

پیرطریقت وواقف اسرار محبت

حضرت اَقدس صوفی شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

پسند فرمودہ

خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

رئیس: مرکز الافتاء والارشاد، غرفۃ السالکین، گلستان جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

باھتمام

حضرت مولانا مشکور ہاشمی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دارالعلوم صدیقیہ، نارتھ کراچی، کراچی

ضروری تفصیل

نامِ کتاب : فضائل ذی الحجہ واَحکامِ قربانی

تالیف : حضرت مولانا مشکور ہاشمی صاحب دامت برکاتہم

کمپوزنگ، تصحیح وتخریج : مفتی اَحمد حسن صاحب حفظہ اللہ

اِشاعتِ اوّل (جدید) : ذُوالقِعدۃ ۱۴۴۵ھ بمطابق مئی ۲۰۲۴ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : مولانا مشکور ہاشمی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دارالعلوم صدیقیہ، نارتھ کراچی، کراچی

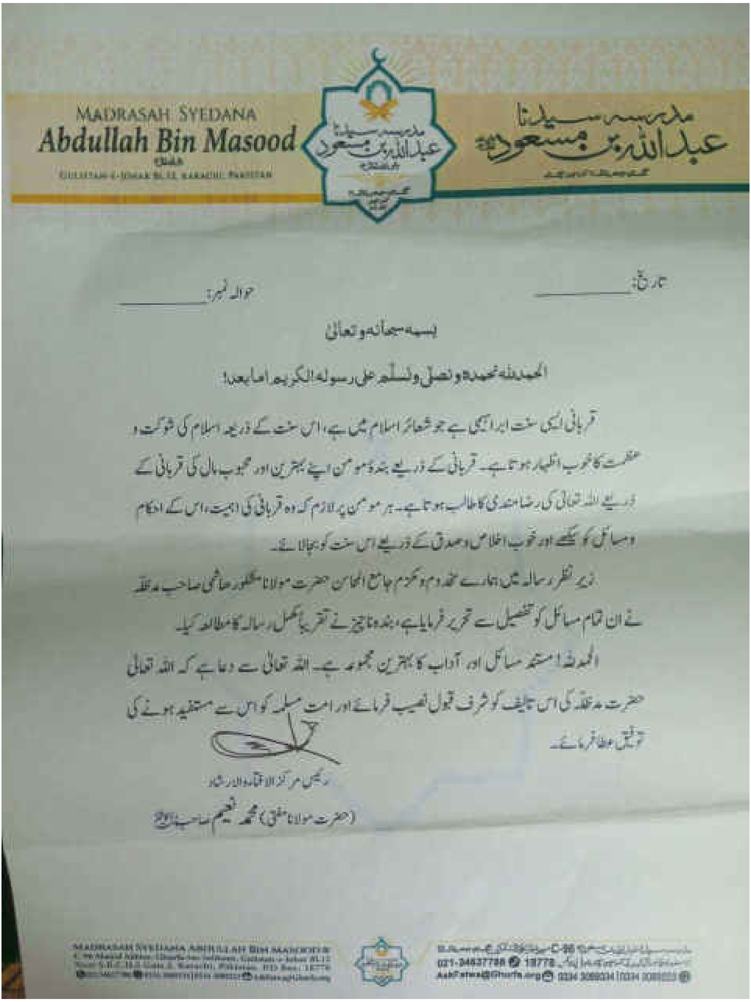
0300-2207026

فہرست

تقریظ

خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

رئیس: مرکز الافتاء والارشاد، غرفۃ السالکین، گلستان جوہر، بلاک ۱۲، کراچی



MADRASAH SYEDANA
Abdullah Bin Masood

مدرسہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود

تاریخ: ________ حوالہ نمبر: ________

بسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الحمد للہ نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

قربانی ایک سنت ابراہیمی ہے جو شعائر اسلام میں ہے، اس سنت کے ذریعہ اسلام کی شوکت و عظمت کا خوب اظہار ہوتا ہے۔ قربانی کے ذریعے بندۂ مومن اپنے بہترین اور محبوب مال کی قربانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا طالب ہوتا ہے۔ ہر مومن پر لازم کہ وہ قربانی کی اہمیت، اس کے احکام و مسائل کو سیکھے اور خوب اخلاص و صدق کے ذریعے اس سنت کو بجالائے۔

زیر نظر رسالہ میں ہمارے مخدوم و مکرم جامع المحاسن حضرت مولانا منظور ہاشمی صاحب مدظلہ نے ان تمام مسائل کو تفصیل سے تحریر فرمایا ہے، بندہ ناچیز نے تقریباً مکمل رسالہ کا مطالعہ کیا الحمد للہ مستند مسائل اور آداب کا بہترین مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مدظلہ کی اس تالیف کو شرف قبول نصیب فرمائے اور امت مسلمہ کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

رئیس مرکز الافتاء والارشاد

(حضرت مولانا مفتی) محمد نعیم صاحب

پیش لفظ

حضرت مولانا مشکور ہاشمی صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ مجاز بیعت
پیر طریقت و واقف اسرار محبت
حضرت اَقدس صوفی شاہ فیروز عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

قربانی ایک عظیم عبادت اور اہم ترین دینی فریضہ ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک نے قرآن کریم میں فرمایا: "وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ۔۔۔ الآیۃ" ❶ اِس آیت کریمہ میں خَلَّاقِ عَالَم نے اللہ کے نام اور حکم پر قربان ہونے والے جانوروں کو "شَعَآئِرُ اللّٰه" فرمایا ہے اور "شَعَآئِرُ اللّٰه" کی تعظیم و تکریم کو "فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۝" ❷ قرار دے کر دلی پرہیزگاری کو اِس کا مبنی اور جڑ فرمایا۔ گویا کہ قربانی کے جانور سے محبت، اُس کی عظمت اُس کی خوراک کا خیال رکھنا، اُس کی حفاظت و نگہداشت، اُس کی خریداری میں صرف ہونے والی رقم پر طیبِ خاطر سے، کھل کر اِنْفَاق کرنا، نیز ذبح کے وقت جس قدر ممکن ہو اُس کے آرام اور راحت کا خیال رکھنا، اُسے فربہ، صحت مند کرنے کے لیے جو تدابیر اور غذائیں میسر آسکتی ہیں اُنہیں بروئے کار لانا۔ یہ سب اِس عظیم عبادت کو اَحسن طریقے سے اَنجام دینے اور اللہ کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ۔۔۔ الآیۃ ❸ میں اِس بات کی طرف بھی اِشارہ ہے کہ: یہ اَدب، محبت و عقیدت شرک نہیں بلکہ عین توحید کے آثار میں سے ہے۔ خدا کا عاشق ہر اُس چیز کی قدر کرتا ہے جو خاص طور پر اللہ کی طرف منسوب ہو۔ چنانچہ اَحادیثِ مبارکہ میں قربانی کے جانور کے شرائط واَوصاف اور اُس سے متعلق تمام اُمور کو ایسی بھرپور وضاحت اور صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ: اَیامِ قربانی کے تمام اَعمال اور نیکیاں اُس عمل کے سامنے ماند پڑ جاتے ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ: اِن اَیام میں اگر کوئی عمل

❶ (سُوْرَۃُ الْحَجّ، ٣٦) ❷❸ (سُوْرَۃُ الْحَجّ، ٣٢)

اللہ کے ہاں محبوب ومقرب اور دیگر تمام اَعمالِ صالحہ سے بڑھ کر ہے، تو وہ صرف اور صرف اِن جانوروں کا خون بہانا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو!!! کہ جب حکمِ ربی اور عملِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ملاپ نے بظاہر اِھْرَاقِ دَم اور پارچہائے لحم سے کام ودہن کی لطف اَندوزی سے ماورا عملِ قربانی کو "وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔۔۔ الآیۃ ①" کہہ کر اُس کی روح اور مقصد کو اوجِ ثریا عطا کیا۔

کاش! دنیا کے نام نہاد اسکالرز، محققین، دانشور جو بزعمِ خویش اپنی روشن خیالی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور اِس مبارک عمل کو پیسے کا ضیاع، اور جانوروں کو خواہ مخواہ موت کے گھاٹ اُتارنے، اُن کی نسل کشی سے تعبیر کرتے ہیں ذرا مغربی تعصب کی عینک اُتار کر "فلسفۂ قربانی" اور اُس کی تاریخ اور عظیم والد وفرزند، جن کی عطا کردہ یہ یادگار ہے، اُن وفا شعاروں کی اِطاعت گزاری ملاحظہ کرتے تو خدائے وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ کی قسم اَشک رواں سے، اُسی شوق وذوق، جذبۂ اِبراہیمی، اِطاعتِ اسماعیلی سے سرشار اِس مبارک فریضہ کو اَنجام دینے کی اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی توفیق مرحمت فرماتے جو جذبہ اِس موقع پر مَیں نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے اَساتذہ، اَکابر، مشائخ، علمائے دیوبند رحمۃ اللہ علیہم کو دیکھا۔

اللہ کے بندو!! اَحادیثِ مبارکہ کا مطالعہ تو کرو!! کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ تمہیں صدقات، عطیات، ناداروں کی غریب پروری کا خیال ہے؟!! جو تم سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر کے اُنہیں وہاں مال لگانے کا مشورہ دے رہے ہو، (حدیثِ پاک میں ہے کہ:) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت تو تیز ہوا سے زیادہ سبک رفتار تھی۔ ② مگر!! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زندگی میں کبھی قربانی ترک نہیں کی۔ کیا غربت اُس زمانے میں نہیں تھی؟!! کیا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سارے کے سارے مال دار تھے؟!! اَصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم کی کتنی جاگیریں تھیں؟!! کتنی جائیدادیں تھیں؟!! مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہ صرف قربانی کا مبارک عمل اِختیار کیا بلکہ ایک نہیں سو، سو (۱۰۰، ۱۰۰) اُونٹ قربان فرمائے، وہ بھی اِس عمدگی کے ساتھ کہ ہر اِعتبار سے وہ اَعلیٰ پیمانے پر ہوں، ہر قسم کے ظاہری عیوب سے پاک ہوں۔ اپنی اُمّت کو بھی یہی حکم اِرشاد فرمایا کہ: اگر تم میرے ہو تو قربانی کو بھی ترک مت کرنا، اگر کروگے تو میری عیدگاہ میں مت آنا۔ ③ اور خوب جذبہ سے، محبت

---

① (سُوْرَۃُ الْحَجّ، ۳۷) ② (صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ج ۱ ص ۴، طبع قدیمی، کراچی)

③ (سنن ابن ماجہ، ابواب الاضاحی، باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا ص ۲۲۶ طبع قدیمی، کراچی)

سے،عقیدت سے، کھلے دل سے ،جوشِ اِیمانی سے، زیادہ سے زیادہ تعداد میں قربانی کرنا "فَطِیبُوا بِهَا نَفْسًا"① بتادیا کہ قیامت میں یہ جانور اپنے کھر، بال، سینگ سمیت آئے گا اور تمہیں اُس کا بدلہ دیا جائے گا، سُبْحَانَ اللّٰه !! کیا ٹھکانا ہے عطا کا؟!! مال اللہ کا دیا ہوا، جانور اللہ نے پیدا فرمایا، ہم نے اُس کے حکم پر ذبح کرکے خود کھایا اور اِنعام واِکرام کے مستحق بھی ٹھہرے۔ اِنعام محض اِطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بناء پر ہے جو اِس دین کی اَصل اور معراج ہے۔ لہٰذا! اے مسلمانو! دنیا کے جس خطے میں جابسو!! جہاں رہو اپنی اقدار وروایات کی پاسداری کے ساتھ زندگی بسر کرو!! وہاں کی حکومتیں، وہاں کے قوانین، وہاں کی پابندیاں تمہیں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مبارک طریقے سے جدا نہ کریں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰه ! ملکِ خداداد "پاکستان"، پھر اُس کے بعد "ہندوستان" اور "بنگلہ دیش" میں جو گہما گہمی، جوذوق وشوق، جوولولہ اِس موقع پر نظر آتا ہے وہ دنیا کے اور ممالک میں نہیں نظر آتا، خواہ! وہ عرب ممالک ہی کیوں نہ ہوں !! صفائی ستھرائی کی آڑ میں اُنہوں نے آئندہ آنے والی نسلوں سے اِس عظیم فریضے کی اَدائیگی میں جس اِہتمام کو مدّ نظر رکھا جاتا ہے اور اپنے دست خویش سے جس عقیدت پر راہِ خدا میں جانور قربان کیے جاتے ہیں، آن لائن اور سلوٹر ہاؤس فراہم کرکے اُنہیں اُس کی تاریخ سے ہی بے بہرہ کردیا، نتیجہ یہ ہوگا کہ: یہ عظیم تاریخ ہم سے محو ہوکر محض ایک رسم بن جائے گی، ہم فلسفہ قربانی اور روحِ قربانی سے ناواقف ہوکر اِس عظیم فریضے کو بایں طور کہ "رقم دے کر گوشت خرید لانے کے" کی حیثیت سے اَنجام دیں گے۔ خدارا!!!! اپنی آنے والی نسلوں کو اپنی تابندہ تاریخ سے پیوستہ رکھیے، اُنہیں عملاً اِن فرائض واجبات کی اَدائیگی کے مواقع فراہم کیجیے، ورنہ اِلحاد وزندیقی کا سیلاب خس وخاشاک کی مانند اُنہیں بہالے جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا اِس ناکارہ پہ بڑا اِحسان ہے کہ: اپنے اَساتذہ اور بزرگوں کی جوتیوں کے صدقے اِس عظیم فریضہ کو بھرپور اِہتمام کے ساتھ، اِجتماعی طور پر اپنے اِدارے میں سنّتِ اِبراہیمی کے مطابق اَدا کرنے کی توفیق بخشی۔ "ذوالحجہ" شروع ہوتے ہی ہمارا مدرسہ پورے اِہتمام اور اِیمانی جوش وجذبہ سے اِس فریضہ کو اَنجام دینے میں ہمہ لمحہ مستعد رہتا ہے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰه!

① (سنن ابن ماجہ، ابواب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ، ص ۲۲۶، طبع قدیمی، کراچی)

پچیس (۲۵) سال سے اَحقر کی زیرِ نگرانی ”اِجتماعی قربانی“ کے تمام اُمور بحسن خیر خوبی طے پاتے ہیں، شرکائے قربانی یہاں کے نظم ونسق سے مطمئن ہوکر شادو فرحان لوٹتے ہیں۔

زیر نظر کتاب اِنہی پچیس (۲۵) سالہ دَور میں پیش آمدہ مسائل کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اَحقر نے تالیف کی ہے، جس میں قربانی سے متعلق تقریباً تمام فضائل ومسائل کو یکجا کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے تاکہ اِنفرادی اور اِجتماعی قربانی کرنے والے حضرات بسہولت اپنی قربانی اَدا کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ: اِس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اَحقر کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمِین

والسلام

مشکور ہاشمی عفی عنہ

فضائل ذی الحجہ واَحکام قربانی

فضائل ماہ ذوالحجہ

یہ قمری مہینوں میں سے بارھواں اور آخری مہینہ ہے۔ اِس کی "وجہ تسمیہ" خود اِس کے نام سے ظاہر ہے: "ذوالحجہ" کے معنی "حج والا"۔ کون نہیں جانتا کہ یہ حج والا مہینہ ہے!! اِس مہینے میں حج ہوتا ہے!!! حضرت ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کے بنائے ہوئے، خدا کے گھر کی زیارت وطواف کے لیے دنیا کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ سے اِس سرزمین پر جسے "کَعْبَۃُ الْاَرْض" کہا جاتا ہے یعنی زمین کا اُبھرا ہوا درمیانی حصہ جوق در جوق شیفتگان عشق اِلٰہی جمع ہوتے ہیں۔

ماہ "ذوالحجہ" کی وجۂ فضیلت بہت سی ہیں، سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ: اِس مہینے میں یکم/ ذوالحجہ سے دس (۱۰) ذوالحجہ تک دس (۱۰) دن نہایت بابرکت اور فضیلت والے ہیں۔

۞ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: جیسے حق تعالیٰ کو اِن دس (۱۰) دنوں میں نیک کام پسند ہیں ایسے اور اَیام میں نہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: جہاد فِیْ سَبِیْلِ اللہ بھی نہیں؟!! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں! جہاد فِیْ سَبِیْلِ اللہ بھی نہیں۔ البتہ! وہ شخص جو جہاد کے لیے اپنی جان اور مال لے کر نکل گیا اور پھر کچھ بھی لے کر نہ آیا، نہ مال لے کر آیا، نہ ہی جان لے کر آیا ایسا شخص برابری کر سکے۔ (۱)

۞ "صحیح ابن حبان" اور "شیخ ابن عوانہ" میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی سے دن بھی عشرہ ذی الحجہ سے اَفضل نہیں۔ (۲)

یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ: اگر کسی نے نذر مانی کہ میں اَفْضَلُ الْاَیَّام (تمام دنوں میں سب سے اَفضل دنوں) کا روزہ رکھوں گا۔ تو اُس سے کہا جائے گا کہ: وہ اِنہی دنوں میں روزہ رکھے کیونکہ سال بھر میں اِن اَیام سے زیادہ اَفضل دوسرے کوئی دن نہیں ہیں۔ (۳)

---

(۱) (جامع الترمذی، ابواب الصوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر، ج ۱، ص ۱۵۸، طبع قدیمی، کراچی)

(۲) (مستخرج ابی عوانہ، کتاب الصیام، باب بیان الترغیب فی صوم شعبان، ج ۲، ص ۲۴۶، طبع دار المعرفۃ، بیروت)

(۳) (حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح بتغیر الیسیر، کتاب الصلوٰۃ، باب الاضحیہ، ج ۱، ص ۱۲۸، حاشیہ نمبر ۱، طبع قدیمی، کراچی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: اِن میں سے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (۱)

قرآن مجید میں "سُوْرَۃُ الْفَجْر" میں اللہ تعالیٰ نے دس (۱۰) راتوں کی قَسم کھائی اور وہ دس (۱۰) راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں۔ (۲)

خصوصاً نویں (۹) ذی الحجہ یعنی عرفہ کا روزہ رکھنا "ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے"۔ (۳)

یوں سمجھنا چاہیے کہ: تمام سال کے دنوں میں دس (۱۰) دن شروع ذی الحجہ کے اَفضل ہیں، پھر اِن دنوں میں سب سے اَفضل "عرفہ" کا دن ہے۔ تو حاصل یہ ہوا کہ: "عرفہ" کے دن سے بڑھ کر کوئی اور دن نہیں۔ چنانچہ اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ: سال کے تمام دنوں میں جو اَفضل دن ہوگا اُس میں ایک دن کا روزہ رکھوں گا۔ تو صرف یومِ عرفہ کے روزہ کا اُس کو حکم دیا جائے گا قول فیصل اور قول مختار یہی ہے کہ دنوں میں سب سے اَفضل اَیام عشرہ ذی الحجہ کے ہیں کیونکہ اِن میں عرفہ کا دن ہے۔ (۴)

حق تعالیٰ کا سب سے بڑا اِنعام جو ہمارے حق میں ہے وہ یہ ہے کہ: ہمارے گناہوں کو معاف کر دے، دوسرے اِنعامات تو بعد کی چیزیں ہیں، نجات کا مدار ہی اِس پر ہے اور ہمارے لیے سب سے بڑی اور اَہم چیز نجات ہی ہے!! جو موقوف ہے گناہوں کی معافی پر، اِس لیے سب سے بڑی چیز گناہوں کی معافی ہے کیونکہ آئندہ زندگی کی کامیابی اور ناکامی کا مدار ہی اِس پر ہے۔ جب اِس پر مدار ٹھہرا تو ہمیں اِس کی بہت قدر کرنی چاہیے۔

"یوم عرفہ" کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ: اِس دن کے روزے سے گزشتہ ایک سال کے ساتھ ایک سال کے آئندہ کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (۵)

سُبْحَانَ اللہ کچھ حد و حساب ہے خدا کی اِس عطا کا؟!!

---

(۱) (جامع الترمذی، ابواب الصوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر، ج۱، ص۱۵۸، طبع قدیمی، کراچی)

(۲) (تفسیر القرآن العظیم المعروف تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ الفجر، رقم الآیۃ ۲، ج۸، ص۳۹۰، طبع دار طیبۃ للنشر والتوزیع، بیروت)

(۳)(۵) (جامع الترمذی، ابواب الصوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاء فی فضل صوم یوم عرفہ، ج۱، ص۱۵۷، طبع قدیمی، کراچی)

(۴) (حاشیہ مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب الاضحیہ، ج۱، ص۱۲۸، حاشیہ نمبر۱، طبع قدیمی، کراچی)

ایک بڑی فضیلت ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ ایک بہت بڑے واقعے کا ظہور اور بہت بڑے اِنعام کا دن ہے، یہی وہ دن ہے جس میں ایک غیبی خواب کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے لختِ جگر کو (جو بڑی تمناؤں اور آرزؤں کے بعد بڑھاپے میں نصیب ہوا تھا) خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لیے لے گئے تھے، اور حق تعالیٰ نے "قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۔۔۔ الآیۃ (۱) آپ نے خواب کو سچا کر دکھایا" خطاب کے ساتھ اُن کی جگہ ایک مینڈھا بھیجا اور اُس کی قربانی کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا قائم مقام قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ: اِن سچے اور پاک بندوں کی یادگار کو زندہ اور باقی رکھنے کے لیے آج تمام مسلمانانِ عالم کو حکم ہے کہ: وہ بھی اِس تاریخ میں قربانیاں کریں تاکہ اِس واقعہ کی یاد ہر مسلمان کے دل میں تازہ ہوجائے، اور وہ اِس واقعہ کو یاد کرکے سبق سیکھے کہ: خدا کے راستہ میں اِس طرح اپنی پیاری سے پیاری چیز کو قربان کیا جاتا ہے اور وقت پڑے تو مجھے بھی اِس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ مگر!! کتنے مسلمان ہیں کہ "بقرۂ عید" کے روز اُن کے قلوب میں بھول کر بھی اِس قسم کا مضمون آتا ہے؟!! شاید دو، چار (۲، ۴) سے زیادہ نہ ہوں، بلکہ عموماً جیسے شادی بیاہ کی اور ہزاروں رسمیں ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے ہوتی آئی ہیں ایسے ہی اکثر عوام الناس اِس کو بھی ایک رسم کی طرح اَدا کرتے ہیں، جب سے آنکھ کھولی باپ، دادا کو دیکھتے ہوئے آئے کہ وہ "بقرۂ عید" کے روز ایک گائے کو قربان کیا کرتے تھے، اِس لیے لاؤ!! ہم بھی کردیں!!! بہت سے اِس خیال سے کرتے ہیں کہ: پاس پڑوس اور محلے والے کیا کہیں گے کہ اِتنے کھاتے پیتے مال دار ہوتے ہوئے بھی قربانی نہیں کرتے ہیں؟!! چاہیے کہ!! قربانی کرتے ہوئے مسلمان یہ خیال کرے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک واقعے کو سامنے رکھ کر قربانی کر رہا ہوں، وہی سبق حاصل کریں۔

فضائل قربانی

قربانی کرنا واجب ہے۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی، کسی سال ترک نہیں فرمائی۔ (۳) جس عمل کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لگاتار کیا ہو اور کسی سال بھی نہ چھوڑا ہو تو یہ اُس عمل کے "واجب" ہونے کی دلیل ہے۔

---

(۱) (سُورَۃُ الصّٰٓفّٰت، ۱۰۵) (۲) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاوّل فی تفسیر الاضحیۃ، ج ۵، ص ۲۹۱، طبع دار الفکر، بیروت)

(۳) (جامع الترمذی، ابواب الاضاحی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، باب بلا ترجمہ، ج ۱، ص ۲۷۷، طبع قدیمی، کراچی)

۞ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کیا کہ: یہ قربانی کیا چیز ہے؟!! رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ: تمہارے باپ جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے اور ہر ہر بال کے عوض میں نیکی ملتی ہے۔ ❶

۞ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ: قربانی کے خون کے پہلے قطرے سے سب صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ❷

۞ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت فرماتے ہیں کہ: قربانی کا خون گو زمین پر گرتا ہے، مگر! خدا کی حفاظت میں رہتا ہے۔ جو شخص ثواب کی نیت سے بخوشی قربانی کرے اُس کے لیے وہ سواری اور دوزخ کی آڑ بن جائے گی۔ ❸

۞ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کو "بقرۂ عید" کے روز قربانی کا ذبح سب سے زیادہ پسند ہے۔ ❹

اِس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قربانی نہ کرنے والے پر شدید وعید اِرشاد فرمائی، حدیثِ پاک میں بہت سی وعید میں ملتی ہیں۔ مثلاً:

۞ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اِرشاد ہے کہ: جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ ❺

اِس کے علاوہ خود قرآن میں بعض آیات سے بھی قربانی کا وجوب ثابت ہوتا ہے، جو لوگ حدیث پاک کے مخالف ہیں اور اُس کو حجت نہیں مانتے وہ قربانی کا اِنکار کرتے ہیں، اُن سے جو لوگ متاثر ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ: پیسے دے دیئے جائیں یا یتیم خانے میں رقم دے دی جائے، یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ عمل کی ایک تو صورت ہوتی ہے، دوسری حقیقت ہے۔ قربانی کی صورت یہی ضروری ہے!! اِس کی بڑی مصلحتیں ہیں، اِس کی حقیقت اِخلاص ہے، آیتِ قرآنی سے بھی یہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

---

❶ (سنن ابن ماجہ، ابواب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ، ص ۲۲۶، طبع قدیمی، کراچی)

❷ (المستدرک علی الصحیحین، کتاب الاضاحی، ج ۴، ص ۲۴۷، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

❸ (الترغیب والترہیب للمنذری e بتغیر الالفاظ، کتاب العیدین والاضحیہ، الترغیب فی الاضحیۃ، ج ۲، ص ۱۰۰، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

❹ (جامع الترمذی، ابواب الاضاحی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، باب ماجاء فی فضل الاضحیہ، ج ۱، ص ۲۷۵، طبع قدیمی، کراچی)

❺ (سنن ابن ماجہ، ابواب الاضاحی، باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا، ص ۲۲۶، طبع قدیمی، کراچی)

۞ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قربانی کے دن اِس سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔ قیامت کے دن قربانی کا جانور سینگوں، بالوں، کھروں کے ساتھ لایا جائے گا اور خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کی سند لے لیتا ہے۔ اِس لیے تم قربانی خوش دلی سے کرو۔ ❶

۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: تم اپنی قربانی ذبح ہوتے وقت موجود رہو کیونکہ پہلا قطرہ خون گرنے سے پہلے اِنسان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ ❷

لٰہذا! اے اہلِ اِسلام!! آپ سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ: اِس عبادت کو ہرگز ترک نہ کریں جو اِسلام کے شعائر میں ہے اور اِس سلسلے میں جن شرائط وآداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے اُنہیں اپنے سامنے رکھیں اور قربانی کا جانور خوب دیکھ بھال کر خریدیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس عظیم فریضہ کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عوام میں رائج چند قابلِ اِصلاح باتیں

یہاں سب سے پہلے چند غلطیوں کی اِصلاح جو عوام میں رائج ہیں اور اُن کو عوام "واجب" اور "فرض" کے درجے میں رکھ کر کر رہی ہے۔

۞ چنانچہ اُن میں ایک غلطی یہ ہے کہ: بعض جگہ رواج ہے کہ "عرفہ" منانے کی نیت سے لوگ جوق دَر جوق جمع ہو کر اِحرام باندھ کر لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پکارتے ہوئے حج کے تمام اَرکان کسی جنگل میں جا کر کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

۞ بعض لوگ عید کے دن قربانی تک بنا کچھ کھائے پیے رہتے ہیں اور اِسے روزے سے تعبیر کرتے ہیں۔ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے ❸ اور روزے کا دورانیہ فجر تا مغرب ہے، اِس

❶ (جامع الترمذی، ابواب الاضاحی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاء فی فضل الاضحیہ، ج ۱ص ۲۷۵، طبع قدیمی، کراچی)

❷ (المستدرک علی الصحیحین، کتاب الاضاحی، ج ۴ص ۲۴۷، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

❸ (الصحیح لمسلم، کتاب الصیام، باب تحریم الصوم یومی العیدین، ج ۱ص ۳۶۰، طبع قدیمی، کراچی)

سے قبل کا روزہ شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ (۱) لہٰذا! اصل یہ ہے کہ: دس (۱۰) ذی الحجہ کو قربانی کے گوشت سے اِبتدا کرنا یہ مستحب ہے (۲) اور اِس کو روزے کا نام دینا یہ بے اصل بات ہے۔

❁ بعض لوگ خود پر قربانی واجب ہوتے ہوئے بھی اپنے مرحومین کی جانب سے مثلاً: والدین یا دیگر اَعزہ کی جانب سے قربانی کرتے ہیں، ایسے لوگ اپنی قربانی اَدا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوتے ہیں۔ لہٰذا! پہلے اپنی جانب سے قربانی کرنی چاہیے پھر اگر وسعت ہو تو دیگر اَعزہ مرحومین کی جانب سے نفلی قربانی کی جائے۔

❁ بعض لوگ اپنے پورے اہل خانہ کی جانب سے ایک بکری یا گائے کا ایک حصہ قربانی کرتے ہیں۔ یاد رکھیں!!! ایک بکری ایک ہی فرد کی طرف سے، اور گائے کا ایک حصہ ایک ہی فرد کی طرف سے کافی ہوگا، اِس میں تقسیم نہیں ہوسکتی (۳)۔ نیز! اگر "اِجتماعی قربانی" میں کسی شریک نے اِس طرح کی نیت کرلی تو باقی چھ (۶) شرکا کی قربانی بھی درست نہیں ہوگی۔

❁ جس نصاب پر "صدقۃ الفطر" واجب ہے اُس پر قربانی بھی واجب ہے۔ (۴)

اِس مسئلہ میں ناواقفیت کی بنا پر کوتاہی بہت ہی عام ہے، لوگ "صدقۃ الفطر" کے قلیل رقم اَدا کرتے ہیں، مگر! قربانی چونکہ فی حصہ بھی اِنتہائی کثیر رقم ہوتی ہے۔ لہٰذا! خود کو قربانی سے مستثنیٰ قرار دے دیتے ہیں اور باوجود کہ وہ شرعاً قربانی کے اِہل ہیں مسئلہ سے لاعلمی کی بنا پر خود کو قربانی کا اِہل نہیں سمجھتے حالانکہ وہ قربانی نہ کرنے کے اِس عظیم فریضے سے کوتاہی کے مرتکب ہوکر گنہگار ہوتے ہیں۔

❁ کسی بیوہ کو اِمداد دینا یا کسی یتیم کی شادی کرانا، ایدھی یا دوسرے ویلفیئر اِداروں میں رقم جمع کرانے سے قربانی کا فریضہ ساقط نہیں ہوتا۔ لہٰذا! قربانی کا اصل یعنی "اِهْرَاقِ دَم" خون بہانا بہرصورت لازم ہے۔ عوام کے نزدیک یہ بات جو چل پڑی ہے کہ: ثواب کی جگہ پر مال خرچ کرنے سے قربانی اَدا ہوجائے گی یہ بے اَصل بات ہے۔ (۵)

---

(۱) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ۲،ص ۱۷۶، طبع دار الفکر، بیروت)

(۲) (الھدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ العیدین، ج ۱،ص ۱۵۶، طبع مکتبہ الرشیدیہ، کوئٹہ)

(۳) (۴) (الھدایہ، کتاب الاضحیہ، ج ۳،ص ۴۴۲، طبع مکتبہ الرشیدیہ، کوئٹہ)

(۵) (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحیہ، فصل فی انواع کیفیۃ الوجوب، ج ۵،ص ۶۶، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

۞ قربانی کے گوشت کو تین (٣) حصوں میں تقسیم کرنا یہ اَفضل ہے۔لیکن ! اگرضرورت کی بنا پر کوئی پورا گوشت اپنے گھر پر رکھ لے تو یہ بھی جائز ہے اور اُس کی قربانی بھی اَدا ہو جائے گی۔ ❶

۞ قربانی کے لیے جن جانوروں کو ذبح کرنا ضروری ہے اُن میں "گائے، بھینس، بیل، بکرا، دنبہ، اونٹ"۔ اِس کے علاوہ جو آج کل بعض لوگوں میں یہ بات چل پڑی ہے کہ: مرغی کی قربانی بھی جائز ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ ❷

۞ بعض حضرات قربانی کو سال بسال تقسیم کر لیتے ہیں، ایک سال اپنی طرف سے قربانی اور ایک سال بیوی کی طرف سے، پھر تیسرے سال بیٹے کی طرف سے۔ ❸

یاد رکھیں!!! قربانی ہر سال واجب ہوتی ہے، اور ہر صاحبِ نصاب پر واجب ہوتی ہے۔ جس طرح ایک دن کی ظہر کی نماز اَگلے دن کے لیے کافی نہیں اِسی طرح ایک سال کی قربانی اَگلے سال کے لیے کافی نہیں۔

۞ مشہور ہے کہ: رات میں قربانی جائز نہیں، اگر روشنی کا بھرپور اِنتظام ہو جیسا کہ آج کل ہوتا ہے، جس میں رگوں کے کٹنے کا پتہ چل جائے تو رات میں بھی قربانی درست ہے۔ ❹

تکبیرِ تشریق

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ"۔ ❺

۞ نویں (٩) تاریخ کی صبح سے تیرہویں (١٣) تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد با آواز بلند ایک مرتبہ مذکورہ تکبیر کہنا واجب ہے۔ ❻ فتویٰ اِس پر ہے کہ: با جماعت اور تنہاء نماز پڑھنے والے اِس میں برابر ہیں۔ ❼

❶ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب السادس: فی بیان مایستحب فی الاضحیہ، ج٥ص ٣٠٠ طبع دار الفکر، بیروت)

❷ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج٥ص ٢٩٧ طبع دار الفکر، بیروت)

❸ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج٦ص ٣١٥ طبع دار الفکر، بیروت)

❹ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الثالث: فی وقت الاضحیہ، ج٥ص ٢٩٥ طبع دار الفکر، بیروت)

❺ (المصنّف لابن ابی شیبہ، کتاب صلوٰۃ العیدین، التکبیر من ای یوم ھو من ای ساعۃ، ج١ص ٤٨٨ طبع الرشد، الریاض)

❻ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب السابع عشر: فی صلاۃ العیدین، ج١ص ١٥٢ طبع دار الفکر، بیروت)

❼ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ العیدین، ج٢ص ١٨٠ طبع دار الفکر، بیروت)

۞ اِسی طرح مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے۔ البتہ! عورت با آواز بلند تکبیر نہ کہے آہستہ سے کہے۔ (۱)

عیدالاضحیٰ کے دن امور مسنونہ

"عیدالاضحیٰ" کے دن مذکورہ ذیل اُمور مسنون ہیں:

(۱) صبح سویرے اٹھنا۔ (۲) غسل کرنا۔ (۳) مسواک کرنا۔

(۴) پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا۔ (۵) خوشبو لگانا۔

(۶) نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا۔ (۷) عیدگاہ جلدی جانا۔

(۸) عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستے میں با آواز بلند تکبیر کہنا۔

(۹) عیدگاہ سے واپس آکر سب سے پہلے اپنی قربانی کے گوشت سے کھانا۔

عید کی نماز کا بیان

۞ "ذی الحجہ" کی دسویں (۱۰) تاریخ کو دو (۲) رکعت نماز بطور شکرانہ کے پڑھنا واجب ہے۔ (۲)

۞ نمازِ "عیدالفطر" اور "عیدالاضحیٰ" دونوں ایک ہی طرح ہیں، بس! "نمازِ عیدالاضحیٰ" کو اوّل وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔ (۳)

۞ "نمازِ عید" دو (۲) رکعت ہیں۔ (۴)

۞ "نمازِ عید" اور دیگر نمازوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ: اِس میں ہر رکعت کے اَندر تین، تین (۳، ۳) تکبیر زائد ہیں، پہلی تکبیر کے بعد "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے اِن زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے ہیں۔ پہلی رکعت میں دو (۲) تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں اور قرأت کریں۔ پھر حسبِ معمول رکوع سجدے کے ساتھ وہ رکعت مکمل کریں۔ دوسری رکعت میں پہلے قرأت کریں پھر تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں اور چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔ (۵)

---

(۱) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب السابع عشر: فی صلاۃ العیدین، ج۱، ص۱۵۲، طبع دارالفکر، بیروت)

(۲)(۳)(۴)(۵) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب السابع عشر: فی صلاۃ العیدین، ج۱، ص۱۵۰، طبع دارالفکر، بیروت)

۞ اگر دَورانِ نمازِ اِمام یا کوئی مقتدی عید کی زائد تکبیر یا ترتیب بھول جائے تو اِزدہام کی وجہ سے نماز درست ہوگی "سَجدَۂ سَہو" کی بھی ضرورت نہیں۔ ❶

۞ اگر کوئی نماز میں تاخیر سے پہنچا اور ایک رکعت نکل گئی تو فوت شدہ رکعت کو پہلی رکعت کی ترتیب کے مطابق قضاء کرے گا یعنی ثناء "سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ" کے بعد تین (۳) زائد تکبیریں کہے گا اور آگے ترتیب کے مطابق رکعت پوری کرے گا۔ ❷

۞ نمازِ عید کے بعد خطبہ سننا مسنون ہے، خطبہ سننے کا اہتمام کرنا چاہیے، خطبے سے پہلے اُٹھنا درست نہیں ہے۔ ❸

قربانی کا نصاب

۞ قربانی کرنا ایسے شخص پر جو مسلمان اور مقیم ہو یعنی مسافر شرعی نہیں اور ضرورتِ اَصلیہ کے علاوہ بقدرِ نصاب مال کا مالک ہو واجب ہے۔ ❹❹ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الاول فی تفسیر الاضحیہ، ج ۵ ص ۲۹۲ طبع دار الفکر، بیروت)

۞ خواہ نقد مال ہو یا اَسباب ہوں اور اُس مال پر ایک سال کا گزر جانا شرط نہیں۔ ❹

۞ اِسی طرح تجارتی ہونا بھی شرط نہیں بلکہ آخری ایامِ قربانی میں اگر کسی صورت سے مال کا مالک ہو جائے تو قربانی واجب ہے۔ ❺

۞ اِسی طرح اگر آخر بارہویں (۱۲) ذی الحجہ کا سورج ڈوبنے سے پہلے کافر مسلمان ہو جائے یا مسافر مقیم ہو جائے اور بقدرِ نصاب مال کا مالک ہو تو قربانی واجب ہے۔ ❻

۞ مال کی وہ خاص مقدار میں جن پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔ مثلاً: چاندی کا نصاب دوسو (۲۰۰) درہم ہے، جس میں ساڑھے باون (52.5) تولہ ہوتے ہیں اور آج کل

---

❶ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السھو، ص ۴۶۵ طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

❷ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب السابع عشر: فی صلاۃ العیدین، ج ۱ ص ۱۵۱ طبع دار الفکر، بیروت)

❸ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج ۲ ص ۱۵۹ طبع دار الفکر، بیروت)

❹❺❻ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الاول فی تفسیر الاضحیہ، ج ۵ ص ۲۹۲ طبع دار الفکر، بیروت)

تقریباً چھ سو (۶۰۰) گرام چاندی ہوتی ہے۔قربانی کے نصاب کے اِعتبار سے آسان مقدار یہ سمجھ لینی چاہیے کہ: جس نصاب پر "صدقۂ فطر" واجب ہے، اُس پر قربانی بھی واجب ہے۔ (۱)

گو کہ اِس معاملے کے اَندر آج کل بہت کوتاہی ہوتی ہے کہ لوگ "صدقۂ فطر" تو اَدا کر دیتے ہیں، مگر! قربانی نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ ایک فریضے سے کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ضرورتِ اَصلیہ کی تشریح

❁ "ضرورتِ اَصلیہ" وہ ضرورت جو جان یا آبرو کے متعلق ہو یعنی اُس کے پورا نہ ہونے سے جان یا آبرو جانے کا خوف ہو۔ مثلاً: کھانا پینا، کپڑے رہنے کا مکان، پیشہ ور کے لیے اُس کے پیشہ کے اَوزار و آلات، مشینیں وغیرہ۔ یہ "ضرورتِ اَصلیہ" میں شامل ہیں اور باقی بڑے بڑے فرش اور شامیانہ اَسبابِ ضروریہ میں داخل نہیں۔ (۲)

قربانی کا وقت

❁ قربانی کا وقت دسویں (۱۰) تاریخ سے لے کر بارہویں (۱۲) تاریخ کی شام تک ہے۔ لیکن! سب سے اَفضل دسواں (۱۰) دن ہے، پھر گیارہویں (۱۱) تاریخ، پھر بارہویں (۱۲) تاریخ ہے۔ البتہ! بارہویں (۱۲) تاریخ کے سورج غروب ہونے کے بعد پھر قربانی درست نہیں ہے، آج کل بعض لوگ تیرہویں (۱۳) تاریخ کو بھی قربانی کرتے ہیں، اُن کی قربانی قابل قبول نہیں ہوتی۔ (۳)

❁ شہر اور قصبے کے رہنے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ "نمازِ عید" سے پہلے قربانی کرے۔ البتہ! اگر کوئی گاؤں میں رہتا ہو تو وہاں صبح کی نماز کے بعد قربانی کر لینا درست ہے۔ (۴)

❁ جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز واجب ہے، وہاں عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست

---

(۱) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیۃ، کتاب الاضحیۃ، باب الاول فی تفسیر الاضحیۃ، ج۵ ص ۲۹۲ طبع دار الفکر، بیروت)

(۲) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیۃ، ج۶ ص ۳۱۲ طبع دار الفکر، بیروت)

(۳) (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحیۃ، فصل فی وقت وجوب الاضحیۃ، ج۵ ص ۶۵ طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(۴) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیۃ، کتاب الاضحیۃ، باب الثالث: فی وقت الاضحیۃ، ج۵ ص ۲۹۵ طبع دار الفکر، بیروت)

نہیں ہے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد قربانی کرے، اگر کسی نے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے قربانی کی تو اُس کا اِعتبار نہیں، اُس پر نماز کے بعد دوسری قربانی کرنا لازم ہے۔ (۱)

۞ اگر کوئی شہری یا قصبے میں رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو اُس کی قربانی "بقرہ عید" کی نماز سے پہلے بھی درست ہے، اگر چہ وہ خود شہر ہی میں موجود ہو۔ لیکن! جب قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دیا تو نماز سے پہلے صبح صادق کے بعد قربانی کرنا جائز ہے، ذبح ہونے کے بعد اُس کو منگوالیں اور گوشت کھالیں۔ (۲)

۞ پورے شہر میں کسی مسجد یا عید گاہ میں عید کی نماز ہوگئی تو اُس وقت قربانی کرنا جائز ہے خود قربانی کرنے والے کا عید کی نماز سے فارغ ہونا شرط نہیں۔ (۳)

۞ اگر کسی وجہ سے عید کی نماز دسویں (۱۰) تاریخ کو نہیں پڑھی گئی تو اُس روز زوال کے بعد جانور ذبح کرنا جائز ہوگا۔ (۴)

۞ اگر قربانی کے دن گزر گئے اور ناواقفیت یا غفلت یا کسی وجہ سے قربانی نہیں کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (۵) لیکن! قربانی کے تین (۳) دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے قربانی کا واجب اَدا نہیں ہوگا اور وہ آدمی گنہگار رہوگا کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے: نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز اَدا نہیں ہوتی، زکوٰۃ اَدا کرنے سے حج اَدا نہیں ہوتا، ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی اَدا نہیں ہوتی۔ (۶)

۞ اگر کسی شخص پر قربانی واجب تھی اور اُس نے کئی سال سے قربانی نہیں کی تو اب وہ شخص ہر ایک سال کی قربانی کے عوض ایک متوسط بکرا یا بکری اور عِنْدَ الْبَعْض ایک حصہ قربانی کی قیمت صدقہ کرے گا۔ (۷)

۞ اگر قربانی کے دن میں شک ہو جائے تو قربانی کو تیسرے دن تک مؤخر کرنا نہیں چاہیے،

---

(۱) (۳) (۴) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الثالث: فی وقت الاضحیہ، ج ۵ ص ۲۹۵ طبع دار الفکر، بیروت)

(۲) (۵) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الرابع: فیما یتعلق بالمکان والزمان، ج ۵ ص ۲۹۶ طبع دار الفکر، بیروت)

(۶) (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحیہ، فصل فی انواع کیفیۃ الوجوب، ج ۵ ص ۶۶ طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(۷) (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج ۶ ص ۳۲۰ طبع دار الفکر، بیروت)

بلکہ دوسرے دن کے اَندر اَندر قربانی کرلے، اگر تیسرے دن تک مؤخر کیا تو تمام گوشت صدقہ کر دینا بہتر ہے۔❶

قربانی کے جانور کے شرائط اور اَوصاف

۞ قربانی کے جانور تین (۳) قِسم کے ہیں:

① پہلی قِسم: اونٹ نر و مادّہ۔ ② دوسری قِسم: بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ نر و مادّہ۔

③ تیسری قِسم: گائے، بھینس نر و مادّہ۔

اِن جانوروں کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں اور اِن کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ: یہ وحشی نہ ہوں بلکہ پالتو اور آدمیوں سے مانوس ہوں۔❷

۞ گھوڑے، مرغ، ہرن، نیل گائے وغیرہ کی قربانی درست نہیں کیونکہ اِن جانوروں کی قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قَوْلًا وَ فِعْلًا وَ تَقْرِیْرًا ثابت نہیں۔❸

اَفضل جانور

۞ اگر فقراء نادار اور ضرورت مند لوگ جس مقام پر زیادہ ہوں تو زیادہ گوشت والا جانور اَفضل ہے اور اگر ضرورت مند لوگ کم ہوں تو پھر جس جانور کی قیمت زیادہ اور گوشت عمدہ ہو وہ اَفضل ہے۔❹

۞ بہت زیادہ فربہ اور موٹے تازے جانور کی قربانی مستحب ہے۔ چنانچہ ایک فربہ اور موٹا تازہ بکرے کی قربانی دو (۲) کمزور دبلے بکروں کی قربانی سے اَفضل ہے، بشرط یہ کہ: گوشت خراب نہ ہو۔❺

۞ اگر بڑے جانور گائے وغیرہ کے ساتویں حصے کی قیمت اور بکری کی قیمت برابر ہو اور گوشت بھی برابر ہے تو بکری خریدنا اَفضل ہے۔❻

---

❶ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الثالث: فی وقت الاضحیہ، ج۵ ص۲۹۵ طبع دار الفکر، بیروت)

❷❸ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵ ص۲۹۷ طبع دار الفکر، بیروت)

❹❻ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵ ص۲۹۹ طبع دار الفکر، بیروت)

❺ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵ ص۳۰۰ طبع دار الفکر، بیروت)

۞ بھیڑ سے بکری اَفضل ہے۔ ❶

۞ مادّہ کی قربانی نر سے اَفضل ہے۔ ❷

۞ جس قربانی کی قیمت زیادہ ہو وہ بہتر ہے۔ اگر دو (۲) جانوروں کی قیمت برابر ہو، لیکن! ایک کا گوشت زیادہ ہے تو وہی بہتر اور افضل ہے۔ ❸

جانور کی عمر

۞ بکرا، بکری ایک سال بھر سے کم کی درست نہیں۔ گائے، بھینس پورے دو (۲) برس کے ہو چکے ہوں تب قربانی درست ہے۔ اور اونٹ پانچ (۵) برس سے کم کا درست نہیں۔ البتہ! بھیڑ یا دنبہ اگر اِتنے موٹے تازے ہوں کہ سال بھر کے معلوم ہوتے ہو اور سال بھر والے بھیڑ اور دنبوں میں اگر چھوڑ دیئے جائیں تو کچھ فرق معلوم نہ ہو تو ایسے بھیڑ و دنبے چھ (۶) ماہ کے بھی درست ہے۔ ❹

۞ قربانی کے لیے جانور خریدتے وقت عام طور پر جانور کے دانت دیکھنے کا رواج ہے کہ اگر "کیرا" ہے تو نہیں لیتے اگر "کیرا" نہیں ہے تو لے لیتے ہیں حالانکہ شریعت میں عمر کا اِعتبار ہے دانت کا اعتبار نہیں۔ ❺

البتہ! مفتی اَعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ: قربانی کے لیے جانوروں کے اَکثر حالات میں جانوروں کی صحیح عمر معلوم نہیں ہوتی، اِس لیے اُن کے دانتوں کو عمر معلوم کرنے اور اُس پر عمل کرنے کا احتیاطاً حکم دیا گیا ہے۔ دانتوں کی علامت ایسی ہے کہ: اِس میں کم عمر کا جانور نہیں آسکتا، ہاں! زیادہ عمر کے جانور کا آجانا ممکن ہے اور اُس میں کوئی حرج نہیں۔ بس! اگر کسی شخص کے گھر کا بکرا یکم/ ذی الحجہ کو پیدا ہوا اور اُس کے گھر میں پرورش پاتا رہا، تو آئندہ ذی الحجہ کی دس (۱۰) تاریخ کو ایک سال نو (۹) دن کا ہوگا، اب اگر اُس کے پکے دانت نہ نکلے ہوں

---

❶ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵، ص۳۰۰، طبع دار الفکر، بیروت)

❷❸ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵، ص۲۹۹، طبع دار الفکر، بیروت)

❹ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵، ص۲۹۷، طبع دار الفکر، بیروت)

❺ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ع"، عمر اور دانت، ص۹۹، طبع بیت العمار، کراچی)

تب بھی وہ اُس کی قربانی کر سکتا ہے کیونکہ اُس کی عمر یقیناً ایک سال کی پوری ہو کر اٹھ، نو (۸، ۹) دن زائد ہو چکی ہے۔ لیکن! اِس سے یہ حکم نہیں دیا جا سکتا کہ: بے دانت ہر بکرا قربانی کیا جا سکتا ہے، خواہ اُس کی عمر ایک سال ہونے کا یقین ہو یا نہ ہو۔ بس! میرے خیال میں یہ بات صحیح ہے کہ: مُسِنَّہ کے معنی دانت والے اور سال بھر دونوں ہو سکتے ہیں، لیکن! سال بھر کا ہونا کسی بکرے کا جس کی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو یا مشتبہ ہو، دو (۲) دانتوں کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتا۔ اِس لیے عام حکم یہی دینا مناسب تھا اور وہی دیا گیا۔ (۱)

وہ عیوب جن کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی

۞ وہ بکری جو باولی ہو کر گھومنے لگے اور چرنا اور دوسری بکریوں کے ساتھ رہنا چھوڑ دے۔ ہاں! البتہ اگر باولا جانور کھاتا پیتا ہو اور تندرست ہو تو اُس کی قربانی درست ہے۔ (۲)

۞ خنثیٰ جانور کی قربانی درست نہیں۔ البتہ! اگر کسی نے کر لی اور اُس گوشت گل گیا تو قربانی درست سمجھی جائے گی۔ اور خصی جانور چاہے وہ خصی قدرتی ہو یا مصنوعی اُس کی قربانی درست ہے۔ (۳)

۞ وہ جانور جو خارش کی وجہ سے اِس قدر دبلا ہو گیا ہو کہ ہڈیوں میں مغز بھی نہ رہا ہو اُس کی قربانی درست نہیں۔ (۴)

۞ اَندھا ہونا، اِس درجے دبلا ہونا کی ہڈیوں میں مغز نہ رہے، لنگڑا پن اِس قدر کہ چل نہ سکے یا ایسی بیماری کے مرض بالکل ظاہر ہو یا ایک تہائی سے زیادہ حصہ کان یا دم کا کٹا ہوا ہو یا آنکھ کی ایک تہائی یا ایک تہائی سے زائد روشنی جاتی رہی تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔ (۵)

۞ وہ جانور جس کے اکثر دانت ٹوٹ گئے ہوں جس کی بنا پہ وہ چارہ نہ کھا سکتا ہو، تو اُس کی

(۱) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ع" عمر اور دانت، ص ۹۹۔ ۱۰۰، طبع بیت العمار، کراچی)

(۲) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵، ص ۲۹۸، طبع دار الفکر، بیروت)

(۳) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵، ص ۲۹۹، طبع دار الفکر، بیروت)

(۴) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج ۶، ص ۳۲۰، طبع دار الفکر، بیروت)

(۵) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵، ص ۲۹۷۔ ۲۹۸، طبع دار الفکر، بیروت)

قربانی درست نہیں۔ البتہ! جو جانور چارہ کھا سکتا ہو چاہے اُس کے دانت ٹوٹ گئے ہوں جب بھی اُس کی قربانی درست ہے۔ ❶

۞ جس کے خلقۃً یعنی پیدائشی کان نہ ہوں تو قربانی درست نہیں۔ لیکن! اگر چھوٹے چھوٹے کان ہوں تو پھر قربانی جائز ہے۔ ❷

۞ جس کے تھن کسی مرض کی وجہ سے مر گئے ہوں یعنی سوکھ گئے ہوں۔ اگر بھیڑ، بکری اور دنبی کے ایک تھن سے دودھ نہ اُترتا ہو تو اُن کی قربانی درست نہیں۔ ❸

۞ اگر بھینس، گائے، اُونٹنی وغیرہ کے دو (۲) تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو تو اُن کی قربانی درست نہیں کیونکہ یہ عیب دار جانور ہیں اور عیب دار جانور کی قربانی درست نہیں۔ البتہ! اُونٹنی، گائے، بھینس کے اَندر ایک تھن خشک ہو جانے پر قربانی جائز ہوتی ہے۔ ❹

۞ جس جانور کے تھن خشک ہو گئے ہوں یا سرے سے تھن نہ ہوں تو اُن کی قربانی بھی درست نہیں۔ ❺

۞ زبان اِس حد تک کٹ چکی ہو کہ چرنے اور کھانے سے مانع ہو تو اُس کی قربانی بھی درست نہیں۔ ❻

۞ سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔ البتہ! اگر بالکل جڑ سے نہ ٹوٹے ہوں یا پیدائشی ہی نہ ہوں تو جائز ہے۔ ❼

۞ لنگڑا پن اِس درجے کو پہنچ جائے کہ: فقط تین (۳) پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا (۴) رکھا ہی نہ جاتا ہو یا چوتھے سے چل ہی نہ سکتا ہو تو قربانی درست نہیں۔ البتہ! اگر وہ رکھ کر چلتا ہو تو پھر قربانی درست ہے۔ ❽

۞ اگر عیوب خریدنے کے بعد پیدا ہوں تو امیر کو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنی چاہیے اور غریب کو وہی عیب دار جانور کافی ہے۔ ❾

---

❶❺❻ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵، ص ۲۹۸، طبع دار الفکر، بیروت)

❷ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵، ص ۲۹۷۔۲۹۸، طبع دار الفکر، بیروت)

❸❹❾ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵، ص ۲۹۹، طبع دار الفکر، بیروت)

❼❽ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵، ص ۲۹۷، طبع دار الفکر، بیروت)

۞ اگر کوئی عیب ذبح کے وقت گرنے سے تڑپنے سے پیدا ہوا ہو تو اُس کی قربانی درست ہے۔ ❶

مستحبات قربانی

① قربانی کرنے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ: ماہ ذی الحجہ کے آغاز سے جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ کرلے اپنے جسم کے کسی عضو و جزء سے بال و ناخن صاف نہ کرے۔ کیونکہ قربانی کرنے والا اپنی جان کے فدیے میں قربانی کرتا ہے اور قربانی کے جانور کا ہر جزء قربانی کرنے والے کے جسم کے ہر جزء کا بدلہ ہے، جسم کا کوئی جزء نزول رحمت کے وقت غائب ہونے کی صورت میں قربانی کی رحمت سے محروم رہنے کے مترادف ہے۔ اِس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مذکورہ حکم دیا ہے۔ "بقرۂ عید" کی نماز کے بعد قربانی کر کے ناخن بال وغیرہ کاٹے۔ لیکن! چالیس (۴۰) دن سے زائد مدّت ہونے کی صورت میں ناخن کاٹنا اور غیر ضروری بال صاف کرنا لازم ہوگا۔ ❷

② قربانی نہ کرنے والے بھی قربانی کرنے والوں کی مشابہت اِختیار کر کے عام لوگوں کی قربانی کے بعد ناخن کاٹیں گے تو وہ بھی ثواب سے محروم نہیں ہوں گے۔ ❸

③ اَمیر باپ پر نابالغ اَولاد کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں مستحب ہے۔ اگر! قربانی کرے تو ثواب ملے گا، نہیں کرے تو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ❹

④ منیٰ سے قربانی کا آغاز ہوا ہے، اِس لیے منیٰ میں قربانی کرنے کا ثواب باقی جگہوں سے زیادہ ہے۔ ❺

⑤ چھری تیز ہو اور ذبح کے بعد ٹھنڈا ہونے تک کھال نہ اُتاریں۔ ❻

---

❶ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵ ص ۲۹۹ طبع دار الفکر، بیروت)

❷ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ق" قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے، ص ۱۱۸، طبع بیت العمار، کراچی)

❸ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ب"، بال، ص ۳۵، طبع بیت العمار، کراچی)

❹ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الاوّل: فی تفسیر الاضحیہ، ج ۵ ص ۲۹۳ طبع دار الفکر، بیروت)

❺ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "م" منی میں قربانی کا ثواب زیادہ ہے، ص ۱۶۲، طبع بیت العمار، کراچی)

❻ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الذبائح، باب الاوّل: فی رکن الذبح، ج ۵ ص ۲۸۷ طبع دار الفکر، بیروت)

⑥ اگر ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے قربانی کرے ورنہ کسی سے کرالے اور خود وہاں موجود رہے تاکہ ذبح کرنے والے کو بِسۡمِ اللّٰہ کی تلقین کرے۔❶

⑦ مستحب یہ ہے کہ: جانور کو سیدھی کروٹ پر قبلہ رخ لٹا کر اُس کے اوپر اپنا پاؤں رکھ کر ذبح کرے۔❷

جانور کو قبلہ رخ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ: اُس کا سر شمال کی جانب اور پاؤں جنوب کی جانب ہوں تو وہ خود بخود داہنی رخ پر قبلہ رخ ہوجائے گا اور پھر ذبح کرنے والا بھی اپنے رخ کو قبلہ کی طرف کرلے اور اگر اِس طرح لٹانے میں کوئی عذر یا دشواری ہو تو جیسے آسانی ہو ویسے ذبح کرلے۔

⑧ قربانی کے جانور کی رسی صدقہ کردینا مستحب ہے۔❸ اگر فروخت کردی تو اُس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ اگر رسی خود استعمال کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ اگر کسی کو ہدیہ میں دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔❹

⑨ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے پانی پلانا مستحب ہے۔❺

⑩ اگر مسافر کے پاس مال موجود ہے اور سہولت کے ساتھ قربانی کرسکتا ہے تو قربانی کرنا مستحب ہے۔❻

مکروہاتِ قربانی

۞ جانور کو ذبح کرنے کی جگہ پر سختی سے گھسیٹے اور کھینچے ہوئے لے جانا۔❼

۞ جانور ذبح کرنے کے لیے لٹا دینے کے بعد ذبح میں دیر کرنا مکروہ ہے۔❽

---

❶ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵ ص۳۰۰ طبع دار الفکر، بیروت)

❷ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ذ"، ذبح کے وقت جانور کو کیسے لٹائے، ص۸۲ طبع بیت العمار، کراچی)

❸ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب السادس: مایستحب فی الاضحیۃ، ج۵ ص۳۰۰ طبع دار الفکر، بیروت)

❹ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ر"، رسی ص۸۴ طبع بیت العمار، کراچی)

❺ (فتاوی رحیمیہ، کتاب الذبائح، ذبح کے وقت کن چیزوں کی رعایت ضروری ہے؟، ج۱۰ ص۶۸ طبع دار الاشاعت، کراچی)

❻ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج۶ ص۳۱۲ طبع دار الفکر، بیروت)

❼ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج۵ ص۲۸۷ طبع دار الفکر، بیروت)

❽ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج۵ ص۲۸۸ طبع دار الفکر، بیروت)

۞ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے بھوکا پیاسا رکھنا مکروہ ہے۔ ❶

۞ جانور کو ذبح کرنے کے لیے آسانی سے گرانا چاہیے، بے جا سختی کرنا مکروہ ہے۔ ❷

۞ قبلہ رخ دائیں کروٹ لٹایا جائے، اِس کے خلاف ذبح کرنا مکروہ ہے۔ ❸

۞ جانور کے سامنے چھری تیز کرنا مکروہ ہے۔ ❹

۞ جانور کو لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا مکروہ ہے۔ ❺

۞ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ ❻

۞ اِس طرح سختی سے جانور کو ذبح کرنا کہ سر الگ ہو جائے یا حرام مغز تک چھری اُتر جائے مکروہ ہے۔ ❼

۞ گردن کے اُوپر سے ذبح کرنا مکروہ۔ ❽

۞ ذبح کے بعد جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے گردن الگ کرنا یا کھال اُتارنا یہ مکروہ ہے۔ ❾

۞ جانور کو ذبح کرنے کی جگہ تک لے جاتے ہوئے پیچھے کی ٹانگوں سے پکڑ کر آگے کی طرف کھینچنا مکروہ تحریمی ہے۔ ❿

ذبح کی اَقسام

"ذبح" کی دو (۲) قِسمیں ہیں: ① ذبحِ اِختیاری۔ ② ذبحِ اِضطراری۔

① ذبحِ اِختیاری: جو عام حالات میں جانور کو ذبح کیا جاتا ہے کہ کسی دھار دار چیز سے جانور کو ذبح کیا جائے یا اُونٹ کو نحر کیا جائے۔

② ذبحِ اضطراری: جو خاص حالات کے تحت ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ: کسی دھار دار یا باریک نوک دار چیز سے "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَر" کہہ کر جانور کے جسم میں جس جگہ ممکن ہو ضرب لگا کر خون بہا دیا جائے۔

❶❸❼ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج ۵، ص ۲۸۸، طبع دار الفکر، بیروت)

❷ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب السادس: مایستحب فی الاضحیۃ، ج ۵، ص ۳۰۰، طبع دار الفکر، بیروت)

❹❺❽❾❿ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج ۵، ص ۲۸۷، طبع دار الفکر، بیروت)

❻ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "م"، مکروہ، ص ۱۶۱، طبع بیت العمار، کراچی)

اور یہ ذبح اِضطراری اُس وقت معتبر ہوتا ہے جب کہ جانور پر قابو پانا اور ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو۔ مثلاً: جانور کسی جگہ پر مٹی یا بوجھ میں دبا ہوا ہے، نکالتے نکالتے مرنے کا اَندیشہ ہے یا کھائی خندق یا کنویں میں گر گیا، زندہ نکالنا ممکن نہ ہو تو اِن حالات میں اِضطراری ذبح کا اعتبار ہوتا ہے۔ (۱)

ذبح کرتے ہوئے "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر" کہنا ضروری ہے، (۲) نیت کی دعا پڑھنا یا شرکاء کے نام لینا زبان سے ضروری نہیں، صرف دل کا اِرادہ اور نیت کافی ہے۔ (۳)

ذبح کے لیے "رَاسِخُ الْعَقِیْدَۃ" مسلمان ہونا شرط ہے۔ (۴) کسی شیعہ سے ذبح کرائے تو جانور حلال نہیں ہوگا یا اِسی طرح کوئی شیعہ اگر قربانی میں شریک ہو تو اِس سے دیگر شرکاء کی قربانی قبول نہیں ہوگی۔ (۵)

قربانی کی نیت سے جانور خریدا، عین ذبح کے وقت قربانی کرنے والے کو قربانی کی نیت کا خیال نہ رہا تو قربانی ہوجائے گی دوسری قربانی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۶)

ذبح کرتے وقت جانور کو غیر ضروری تکلیف دینا جائز نہیں۔ اِس پر سخت وعید آئی ہے، چنانچہ ذبح کرنے کے بارے میں ہدایت دی کہ: چھری کو تیز کرلیا جائے اور جلدی ذبح کردیا جائے، جب چار (۴) رگیں کٹ جائیں تو آگے تک چھری چلانا منع ہے تاکہ جانور کو بلا وجہ تکلیف نہ ہو۔ (۷)

اگر جانور کو ذبح کرتے ہوئے "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر" کہنا بھول گیا اور جانور کو ذبح کرلیا تو اُس جانور کا گوشت حلال ہے، کھانا جائز ہے کیونکہ ذبح کرنے والا مسلمان ہونے کی بنا پر فرض کرلیا جائے گا کہ اُس نے اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح نہیں کیا۔ (۸)

---

(۱)(۴) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الذبائح، باب الاوّل: فی رکن الذبح، ج ۵ ص ۲۸۵ طبع دار الفکر، بیروت)

(۲) (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ج ۶ ص ۳۰۱ طبع دار الفکر، بیروت)

(۳) (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحیہ فصل فی شرائط جواز اقامۃ الوجوب فی الاضحیۃ، ج ۵ ص ۷۱ طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(۵) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "ش"، شیعہ کا ذبیحہ، شیعہ کی شرکت ص ۹۴ طبع بیت العمار، کراچی)

(۶) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، الباب الثانی: فی وجوب الاضحیۃ بالنذر، ج ۵ ص ۲۹۴ طبع دار الفکر، بیروت)

(۷) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج ۵ ص ۲۸۵ و ۲۸۸ طبع دار الفکر، بیروت)

(۸) (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ج ۶ ص ۲۹۹ طبع دار الفکر، بیروت)

❁ ذبح کرتے ہوئے ”بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَر“ وَاؤ کے ساتھ اور ”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر“ وَاؤ کے بغیر دونوں قسم کے الفاظ ملتے ہیں۔ البتہ! ”وَاؤ“ کے بغیر ”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر“ زیادہ بہتر ہے۔ کہیں ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ ”بِسْمِ اللّٰہِ“ پر مقدم ہے اور کہیں مؤخر ہے یعنی کہیں پہلے ”بِسْمِ اللّٰہِ“ ہے اور کہیں پہلے ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ ہے۔ یہ تمام صورتیں درست ہیں۔ ❶

❁ ذبح اِختیاری میں ”بِسْمِ اللّٰہ“ کا ذبح کے ساتھ ملا ہوا ہونا شرط ہے یعنی ”بِسْمِ اللّٰہ“ کہتے ہی ذبح کرلے، ”بِسْمِ اللّٰہ“ پڑھنے کے بعد ذبح کرنے سے پہلے اور کوئی کام نہ کرے، یہاں تک کہ اگر کسی نے بکری کو لٹا کے ”بِسْمِ اللّٰہ“ پڑھی اور اُس بکری کو زندہ چھوڑ کر پھر دوسری بکری کو اُسی ”بِسْمِ اللّٰہ“ سے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ کھانا جائز نہیں ہوگا۔ ❷

❁ جس طرح بھی ”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہہ کر جانور کو ذبح کیا جائے تو وہ ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے، اگرچہ کھڑے ہوئے جانور پر چھری پھیر دی جائے۔ اور اگرچہ جانور پر ذبح چھری پھیرنے والا صَوم و صَلٰوۃ کا پابند نہ ہو، نشہ کرتا ہو، یا دیگر اَفعال فسق و فجور کو اِختیار کیے ہو، لیکن! بہرحال مسلمان کا ذبح حلال ہے، بشرطیکہ قصداً ”بِسْمِ اللّٰہ“ کو ترک نہ کرے۔ ❸

❁ قربانی کے جانور کو ذبح کرتے ہوئے مکمل دعا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر ہے۔ اگر اُس دعا کے بغیر صرف ”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہہ کر ذبح کر دیا جائے جب بھی قربانی درست اور گوشت کھانا جائز ہوگا۔ ❹

❁ اگر شرکاء میں سے کسی شریک نے ذبح کی اِجازت نہیں دی اور کوئی وکیل بھی مقرر نہیں کیا اور دیگر نے اُس کی اِجازت کے بغیر جانور ذبح کر دیا تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ ❺

ذبح کے اَحکام و مسائل

① ذبح کا مسنون طریقہ۔

---

❶ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ج ۶، ص ۳۰۱، طبع دارالفکر، بیروت)

❷ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج ۵، ص ۲۸۸، طبع دارالفکر، بیروت)

❸ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج ۵، ص ۲۸۵ و ۲۸۷۔ ۲۸۸، طبع دارالفکر، بیروت)

❹ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف ”د“، دعا پڑھنا ضروری نہیں، ص ۴۷، طبع بیت العمار، کراچی)

❺ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الذبائح، الباب الثامن: فی مایتعلق بالشرکۃ فی الضحایا، ج ۵، ص ۳۰۵، طبع دارالفکر، بیروت)

۞ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیاہی وسفیدی مائل، رنگ کے سینگوں والے دو (۲) مینڈھوں کی قربانی کی، اپنے دستِ مبارک سے اُن کو ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَکْبَر پڑھا۔ مَیں نے دیکھا کہ: اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنا پاؤں مبارک اُن کی گردن پر رکھے ہوئے تھے اور زبان مبارک سے بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَکْبَر کہتے جاتے تھے۔ (۱)

② ذبح کرنے والے کا منہ قبلے کی طرف ہونا سنّت ہے، اِس کو بلا عذر چھوڑنا مکروہ ہے۔ (۲)

③ ذبح کے وقت یہ دعا پڑھیں: ”إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ، وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَّأُمَّتِهٖ بِاسْمِ اللهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ“۔ اِس کے بعد ”بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَکْبَر“ کہہ کر ذبح کرے۔ (۳)

④ ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے! ”اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عليهما الصلاة والسلام“۔ (۴)

نوٹ: اگر قربانی میں ایک سے زائد افراد شریک ہیں تو ”مِنِّيْ“ کی جگہ ”مِنْ“ کہہ کر شرکا کا نام لیا جائے۔

⑤ ذبح کرنے والا مسلمان ہو۔ اگر جانور ذبح کرنے والا مسلمان ہے تو جانور کو پکڑنے والا خواہ مشرک ہو یا مسلمان کوئی حرج نہیں اور پکڑنے والے پر ”بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَکْبَر“ کہنا واجب نہیں اور پکڑنے والا مشرک اگر ”بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَکْبَر“ کہے تو کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں! اگر مشرک ذبح میں شریک ہوگا تو جانور حلال نہیں ہوگا اور اُس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہوگا اور

(۱) (صحیح البخاری، کتاب الاضاحی، باب من ذبح الاضاحی بیدہ، ج ۲، ص ۸۳۴، طبع قدیمی، کراچی)

(۲) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج ۵، ص ۲۸۸، طبع دار الفکر، بیروت)

(۳) (سنن ابی داوٗد، کتاب الضحایا، باب مایستحب الضحایا، ج ۲، ص ۳۰، طبع مکتبۃ حقانیہ، ملتان)

(۴) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف ”د“، دعا، ص ۱۷، طبع بیت العمار، کراچی)

قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ اِس لیے کسی کافر اور مشرک کو ذبح میں شریک نہ کیا جائے اور کوئی غیر مسلم ذبح کرنے والے مسلم کے ہاتھ پر زور نہ دے اور اُس چھری چلانے میں اپنے ہاتھ کا سہارا نہ دے، اگر دیا تو ذبیحہ حرام ہوگا، ضرورت ہو تو صرف جانور کو پکڑے۔ (۱)

(۶) ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔ (۲)

(۷) شرعی طریقے کے مطابق حلقوم اور سانس کی نالی اور خون کی رگیں کاٹ دی جائیں۔ (۳)

گوشت کے اَحکام

۞ قربانی کا گوشت خود کھانا اور مال دار اور فقیر کو دینا اور سکھا کر رکھنا اور فریج میں محفوظ کرنا درست ہے۔ (۴)

۞ نیز نذر اور وصیت کے علاوہ باقی قربانی کا گوشت فقیر اور مال دار سب کھا سکتے ہیں۔ (۵)

۞ بڑے جانور میں اگر سات (۷) افراد شریک ہیں تو گوشت تقسیم کرتے وقت تول کر تقسیم کریں، اَندازے سے نہ کریں ورنہ کوئی حصہ کم اور کوئی حصہ زیادہ ہونے کی صورت میں سود ہونے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔ (۶)

۞ البتہ! اگر گوشت کے ساتھ کلہ پائے اور کھال کو بھی شریک کر دیا جائے تو جس طرف مذکورہ چیزیں ہوں اُس طرف اگر گوشت کم ہو تو درست ہے چاہے جتنا بھی کم ہو۔ (۷)

۞ اگر تمام رشتہ دار ایک جگہ کھاتے پیتے ہیں اِس صورت میں گوشت کو تول کر تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں۔ (۸)

۞ اگر قربانی میں شریک تمام اَفراد اِس بات پر راضی ہیں کہ گوشت کو تقسیم نہ کیا جائے بلکہ ایک ہی جگہ پکا کر کھایا جائے یا صدقہ کر دیا جائے تو یہ جائز ہے تقسیم کی ضرورت نہیں۔ (۹)

۞ لیکن! اگر اُن میں سے کوئی بھی ایک حصہ دار اِس کے خلاف ہو اور وہ اپنا حصہ تقسیم کر

---

(۱) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج ۵ ص ۲۸۵ طبع دار الفکر، بیروت)

(۲) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ج ۶ ص ۲۹۴ طبع دار الفکر، بیروت) (۳) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ج ۶ ص ۳۰۱ طبع دار الفکر، بیروت)

(۴) (۵) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵ ص ۳۰۰ طبع دار الفکر، بیروت)

(۶) (۸) (۹) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج ۶ ص ۳۱۷ طبع دار الفکر، بیروت) (۷) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج ۶ ص ۳۱۷۔۳۱۸ طبع دار الفکر، بیروت)

کے لینا چاہے تو تقسیم کرنا ضروری ہوگا۔(۱)

۞ بڑے جانور کی قربانی میں سات (۷) آدمی شریک ہوسکتے ہیں، اپنے ہوں یا بیگانے اِس میں کوئی فرق نہیں۔ اور اگر اپنے بھائی وغیرہ رشتہ دار ایک گھر کے رہنے والے ہیں تو گوشت تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر چاہے تو سب اِکٹھا گوشت رکھے اور کھائے۔(۲)

۞ جانور کو حلال طریقے سے ذبح کرکے جو گوشت جانور سے علیحدہ کیا جاتا ہے وہ پاک ہے، پکانے سے پہلے دھونا ضروری نہیں، اگر دھو کر پکانا چاہے تو منع نہیں جو بھی صورت اِختیار کرنا چاہے کرسکتا ہے۔(۳)

۞ قربانی اگر نذر یا وصیت کی ہے تو اُس کا تمام گوشت فقراء اور مساکین میں صدقہ کردینا ضروری ہے۔ قربانی کرنے والے یا اُس کے اُصول وفروع اور مال دار لوگ اُس کا گوشت میں سے نہیں کھا سکتے۔ اِس کے علاوہ ہر قِسم کی قربانی کا گوشت قربانی کرنے والا، اُس کے تمام رشتہ دار کھا سکتے ہیں، فقیر ہو یا غنی سب کھا سکتے ہیں۔(۴)

۞ اگر کسی قربانی کرنے والے نے قربانی کا گوشت فروخت کردیا تو اُس کی قیمت کے برابر رقم صدقہ کرنا ضروری ہے۔(۵)

۞ سات (۷) آدمیوں نے مل کر ایک جانور خریدا، پھر معلوم ہوا کہ ایک شریک کی نیت گوشت فروخت کرنے کی ہے تو ایسی صورت میں ایسے آدمی کا حصہ کوئی اور قربانی کرنے والا خرید لے، اُس کے بعد قربانی کریں ورنہ تمام شریکوں کی قربانی خراب ہوجائے گی، کسی بھی شریک کی قربانی درست نہیں ہوگی کیونکہ قربانی خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کرنا ضروری ہے ورنہ قربانی درست نہیں ہوتی۔(۶)

۞ اگر کسی نے صرف گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی ثواب کی نیت سے قربانی نہیں کی

---

(۱)(۲) (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الاضحیہ، ج۶ ص۳۱۷، طبع دارالفکر، بیروت)

(۳) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "گ"، گوشت دھونا ص۱۴۶، طبع بیت العمار، کراچی)

(۴) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵ ص۳۰۰، طبع دارالفکر، بیروت)

(۵) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، الباب السادس: فی بیان مایستحب فی الاضحیہ، ج۵ ص۳۰۱، طبع دارالفکر، بیروت)

(۶) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، الباب الثامن: فی مایتعلق فی الشرکۃ فی الضحایا، ج۵ ص۳۰۴، طبع دارالفکر، بیروت)

تو اُس کی قربانی صحیح نہیں، ایسے آدمی پر ضروری ہے قربانی کے اَیام میں ایک اور قربانی کرے۔ ❶

۞ اگر کسی فقیر نے پہلے دن اپنی خوشی سے قربانی کی، پھر آخری دن یا دوسرے دن مال دار ہو گیا تو اُس پر دوسری قربانی کرنا لازم ہوگی۔ ❷

۞ گوشت کی تقسیم کے حوالے سے شریعت نے یہ کہا کہ: تین (۳) حصے کر دیئے جائیں:

① ایک حصہ اپنے گھر کے لیے۔ ② دوسرا حصہ رشتہ دار اور دوست اَحباب کے لیے۔

③ اور تیسرا حصہ فقراء اور محتاجوں کے لیے۔

لیکن! اگر اہل وعیال زیادہ ہیں اور گوشت کی خود ضرورت ہے تو اپنے گھر کے لیے سارا گوشت رکھ سکتا ہے گناہ نہیں ہوگا۔ ❸

۞ کافر کو بلا اجرت قربانی کا گوشت دینا جائز ہے۔ البتہ! غریب مسلمانوں کو دینے کا ثواب زیادہ ہے کیونکہ مستحب ہے اِس لیے قربانی کا گوشت مسلمانوں کو دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کوئی واقعی مصلحت ہو تو غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں مگر بہتر نہیں کیونکہ مسلمان میں غرباء کی کمی نہیں۔ ❹❺

۞ قربانی کا گوشت بھنگی، جمعدار کو دینا بھی جائز ہے۔ ❻

۞ قربانی کرنے سے پہلے بال کاٹ کر اور دودھ دوہ کر خود اِستعمال نہ کریں بلکہ صدقہ کر دینا لازم ہے۔ البتہ! قربانی کے بعد کٹے ہوئے بال اور تھن میں سے نکلا ہوا دودھ اِستعمال کرنا جائز ہے کیونکہ جانور کے ذبح کرنے سے جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا، ذبح کرنے کے بعد جس طرح اُس کا گوشت اِستعمال کرنا جائز ہے اِس طرح بال، دودھ اور چمڑا وغیرہ بھی خود اِستعمال کرنا جائز ہے۔ ❼

---

❶ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الثامن: فی مایتعلق فی الشرکۃ فی الضحایا، ج ۵ ص ۳۰۴، طبع دار الفکر، بیروت)

❷ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، باب الاوّل: فی تفسیر الاضحیۃ، ج ۵ ص ۲۹۳، طبع دار الفکر، بیروت)

❸ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵ ص ۳۰۰، طبع دار الفکر، بیروت)

❺ (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ک"، کافر کو گوشت دینا، ص ۱۳۱، طبع بیت العمار، کراچی)

❻ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج ۵ ص ۳۰۰، طبع دار الفکر، بیروت)

❼ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب السادس: فی بیان مایستحب فی الاضحیۃ، ج ۵ ص ۳۰۰۔۳۰۱، طبع دار الفکر، بیروت)

❁ مذبوحہ جانور کا عضوتناسل کھانا مکروہ تحریمی اور غیر مذبوحہ کا حرام ہے۔(۱)

❁ جانور کے گوشت میں چھ (۶) چیزیں حرام ہیں جن کا کھانا جائز نہیں ہے:

(۱) دم مسفوح یعنی بہنے والا خون۔ (۲) پیشاب اور پاخانہ کی جگہ۔ (۳) خصیتین۔

(۴) غدود۔ (۵) مثانہ۔ (۶) پتہ۔(۲)

❁ زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹنا ناجائز اور حرام ہے۔ لہٰذا! ذبح کے بعد جانور جب تک ٹھنڈا نہ ہوجائے تب تک اُس کا کوئی عضو الگ نہ کیا جائے ورنہ وہ عضو کھانا جائز نہیں ہوگا۔(۳)(۴)

❁ جو جانور ناپاکی اور غلاظت کھاتا ہے اُس کے باندھنے سے پہلے اُس کی قربانی جائز نہیں۔ البتہ! اگر چند روز کے لیے باندھ کر چارہ وغیرہ کھلایا جائے، کھلا اور آزاد پھرنے نہ دیا جائے تاکہ گندگی غلاظت منہ میں نہ ڈالے تو اُس کی قربانی درست ہے اور اُس کا گوشت کھانا جائز ہوگا۔ اگر اونٹ ہیں تو چالیس (۴۰) روز، گائے، بھینس، بیل وغیرہ کو بیس (۲۰) روز اور بکرا بکری کو دس (۱۰) دن بند رکھ کر چارہ کھلایا جائے۔ یہ حکم اُن جانوروں کا ہے جو غلاظت کھاتے ہیں کوڑا کرکٹ کھاتے پھرتے ہیں۔(۵)

❁ حلال طریقے سے ذبح کیا ہوا کچا گوشت کھانا جائز ہے، پکانا حلال ہونے کی شرط نہیں ہے۔(۶)

❁ جس جانور کو گدی کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہے، اور یہ عمل گناہ ہے، البتہ! اگر جانور کے مرنے سے پہلے ضروری رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے۔(۷)

❁ میت کی طرف سے قربانی کرنے کی دو (۲) صورتیں ہیں:

(۱) اگر مرنے والے نے وصیت کی تھی تو اُس گوشت کو صدقہ کردینا ضروری ہے، گوشت مال داروں کے لیے کھانا جائز نہیں۔

---

(۱)(۲) (ردالمحتار علی الدر المختار، مسائل شتی، ج۶، ص۷۴۹، طبع دار الفکر، بیروت)

(۳) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵، ص۲۹۹، طبع دار الفکر، بیروت)

(۴) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج۵، ص۲۸۷، طبع دار الفکر، بیروت)

(۵) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵، ص۲۹۸، طبع دار الفکر، بیروت)

(۶) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج۵، ص۲۸۶، طبع دار الفکر، بیروت)

(۷) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج۵، ص۲۸۷، طبع دار الفکر، بیروت)

② اگر میت نے قربانی کی وصیت نہیں کی بلکہ ورثہ اور رشتہ داروں نے اپنی خوشی سے میت کے لیے قربانی کی تو اُس کا گوشت مال دار اور فقیر سب کھا سکتے ہیں، تمام گوشت صدقہ کرنا لازم نہیں بلکہ جس قدر چاہے صدقہ کرے، جس قدر چاہے خود رکھے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔❶

قربانی کی کھال کے اَحکام

۞ کھال جب تک موجود ہے قربانی کرنے والے کو اُس میں تین (۳) قِسم کے اِختیارات حاصل ہوتے ہیں:

① خود اِستعمال کرنا۔ ② کسی کو ہدیہ کے طور پر دینا۔

③ فقراء ومساکن پر صدقہ کرنا۔❷

۞ اگر قربانی کی کھال نقد رقم کے عوض میں فروخت کر دی تو اِس صورت میں قیمت کی رقم صدقہ کر دینا واجب ہوگا۔❸

۞ کھال کو صدقہ کرنے کی نیت سے فروخت کرنا جائز ہے قیمت کی رقم کو اپنے اِستعمال میں لانے کی نیت سے کھال فروخت کرنا گناہ ہے، اگرچہ یہ بیچنا صحیح ہے۔❹

۞ جب جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کر لیا اور اُس کا دم نکل گیا یعنی جانور ٹھنڈا ہو گیا تو اُس کی کھال اُتارنا جائز ہے۔❺

۞ جانور کو ذبح کرنے کے بعد ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال اُتارنا ناجائز اور حرام ہے، اِس سے اِحتراز کرنا لازم ہے۔❻

۞ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے کھال فروخت کرنا حرام ہے۔ لہٰذا! جو لوگ ذبح کرنے سے پہلے ہی کھال فروخت کر دیتے ہیں وہ ناجائز اور حرام کرتے ہیں۔ باقی وعدہ کرنا جائز ہے۔❼

---

❶ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الاضحیہ، ج۶ ص۳۳۵ طبع دارالفکر، بیروت) ❷❸❹ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الاضحیہ، ج۶ ص۳۲۸ طبع دارالفکر، بیروت)

❺ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الخامس: فی بیان محل اقامۃ الوجوب، ج۵ ص۳۰۰ طبع دارالفکر، بیروت)

❻ (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول: فی رکن الذبح، ج۵ ص۲۸۷ طبع دارالفکر، بیروت)

❼ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب البیوع فصل فی الشرط الذی یرجع الی المعقود علیہ، ج۵ ص۱۳۹ طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت)

۞ ملازم، اِمام، مؤذن یا خادم وغیرہ کو تنخواہ کے عوض میں قربانی کی کھال دینا جائز نہیں، اگر مذکورہ اَفراد زکوٰۃ کے مستحق ہیں تو اُن کو بلاعوض دینا درست ہے۔ (۱)(۲)

۞ قصائی کو اجرت کے بدلے میں قربانی کی کھال دینا جائز نہیں۔ (۳)

۞ کھال کی قیمت کا مصرف زکوٰۃ کا مصرف ہے یعنی مسلمان فقیر وغریب اور یتیم خانہ اور دینی مدارس کے غریب طلباء، محتاج معذور وغیرہ ہیں۔ (۴)

۞ اگر قربانی کرنے والے نے قربانی کی کھال کسی فقیر مستحق آدمی کو دے دی، وہ شخص جس کو کھال دی کھال کو فروخت کر کے کسی پڑھانے والے اُستاذ کو تنخواہ دے یا مسجد کی تعمیر میں خرچ کردے تو جائز ہے۔ لیکن! اگر قربانی کرنے والا خود فروخت کرے تو پھر وہ اُس کھال کے روپے کو معلم وغیرہ کی تنخواہ، مسجد میں نہیں دے سکتا بلکہ صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۵)

اِجتماعی قربانی اور شرکت کے اَحکام

۞ موجودہ دَور میں اِجتماعی قربانی کا رواج عام ہو رہا ہے اور بہت سارے اِدارے اِس کی خدمت اَنجام دے رہے ہیں یہ جائز ہے شرعاً اِس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اگر کھال کی وجہ سے جان کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں اِجتماعی قربانی میں حصہ لینے کو ترجیح دینا بہتر ہے تاکہ قربانی بھی ہو جائے اور پریشانی بھی نہ ہو اور کھال بھی مستحق لوگوں کو مل جائے۔ (۶)(۷)

۞ اِجتماعی قربانی میں ایک بات کا خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ: جان بوجھ کر حرام آمدنی والے اَفراد کے ساتھ شرکت نہ ہو ورنہ قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ مثلاً: اِنشورنس کمپنی کے ملازم کی مثال لے لیں کہ اِنشورنس کا دار و مدار سود یا جوئے پر ہے اور سود اور جوئے کی آمدنی حرام ہے، اور حرام آمدنی سے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا! مشترکہ یا اِجتماعی قربانی میں ایسے

(۱) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج۶ ص ۳۲۸، طبع دار الفکر، بیروت) (۳) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج۶ ص ۳۲۸۔ ۳۲۹، طبع دار الفکر، بیروت)

(۲) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ک"، کھال عوض میں دینا، ص ۱۳۷، طبع بیت العمار، کراچی)

(۴) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب مصرف الزکوٰۃ والعشر، ج۲ ص ۳۳۹، طبع دار الفکر، بیروت)

(۵) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۲ ص ۲۷۱، طبع دار الفکر، بیروت)

(۶) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الثامن: فی ما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا، ج۵ ص ۳۰۴، طبع دار الفکر، بیروت)

(۷) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "الف"، اِجتماعی قربانی ص ۲۴، طبع بیت العمار، کراچی)

آدمی کو شریک کرنا درست نہیں جس کی مکمل آمدنی حرام کی ہو، ہاں! اگر ایسے لوگوں کے پاس حلال آمدنی بھی ہے اور وہ حرام آمدنی کے ساتھ مخلوط نہیں یعنی ملی ہوئی نہیں بلکہ الگ ہے تو ایسی حلال آمدنی سے یا کسی سے حلال رقم قرض لے کر قربانی میں شامل ہونا چاہتے ہوں تو اُن کو اِجتماعی اور مشترکہ قربانی میں شامل کرنا جائز ہوگا۔ اِس لیے اِجتماعی قربانی کا اِنتظام کرنے والے اِداروں پر ضروری ہے کہ: اِس کا خیال رکھیں اور اِس کی آسان صورت یہ ہے کہ: جہاں حصوں کی بکنگ ہوتی ہے وہاں بڑے حروف میں یہ اِعلان لکھ کر لگا دیں کہ حرام آمدنی والے مثلاً: ”سود، جوا، بینک، انشورنس، ڈاکہ اور چوری“ کی رقم والے اِجتماعی قربانی میں شرکت نہ کریں ورنہ وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ (1)

۞ اِجتماعی قربانی میں مشترکہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے جن شریکوں کی طرف سے قربانی ہے اُن کا تعین اور ذبح کرتے وقت اُن کی طرف سے قربانی کی نیت کرنا ضروری ہے ورنہ تعین نہ ہونے کی وجہ سے قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ (2)

۞ اگر اِجتماعی قربانی میں قربانی کرنے کے بعد رقم بچ جائے تو بقیہ رقم واپس کرنا لازم ہوگا، رقم جمع کرانے والوں کی اِجازت کے بغیر بچی ہوئی زائد رقم اِجتماعی قربانی کرنے والوں کے لیے رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں! اِجتماعی قربانی کرنے والے اُجرت کے طور پر کچھ لینا چاہیں تو اِبتداءً ہی سے متعین کر کے لے سکتے ہیں بعد میں نہیں۔ (3)

۞ بڑے جانور مثلاً: اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ میں سات (۷) اَفراد سے زائد شریک نہیں ہو سکتے۔ البتہ! سات (۷) سے کم اَفراد شریک ہو سکتے ہیں مثلاً: دو، تین، چار اَفراد مل کر اُس کے حصے بانٹ سکتے ہیں، سات (۷) حصے سے زیادہ شرکت جائز نہیں۔ (4)

۞ سات (۷) اَفراد نے شریک ہو کر ایک بڑا جانور قربانی کے لیے خریدا اور قربانی کرنے سے پہلے اُن میں سے ایک شخص مر گیا۔ مگر! مردہ کے ورثا نے شرکاء کو اِجازت دے دی کہ: آپ لوگ میت کی اور اپنی طرف سے قربانی کریں۔ اگر یہ لوگ اُن کی اِجازت سے میت اور اپنی

(1) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف ”الف“، اِجتماعی قربانی، ص ۲۴۔۲۵، طبع بیت العمار، کراچی)

(2) (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج ۶، ص ۳۱۲، طبع دار الفکر، بیروت)

(3) (فتاوی رحیمیہ، کتاب الاضحیہ، قربانی کے وکیل کا بچی ہوئی رقم خود رکھ لینا اور اُس کو اُمورِ خیر میں صرف کرنا، ج ۱۰، ص ۴۵، طبع دار الاشاعت، کراچی)

(4) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، الباب الثامن: فی ما یتعلق فی الشرکۃ فی الضحایا، ج ۵، ص ۳۰۴، طبع دار الفکر، بیروت)

طرف سے قربانی کریں گے تو جائز ہوگا اور سب کی قربانی اَدا ہوجائے گی۔ اگر میت کے وارثوں کی اِجازت کے بغیر قربانی کریں گے تو درست نہیں ہوگی اور کسی بھی شریک کی قربانی اَدا نہیں ہوگی۔ یہ بھی ضروری ہے کہ: تمام ورثاء جو اِجازت دیں، یہ سب کے سب بالغ ہوں، اگر کوئی نابالغ ہو اُن میں تو اُس کی اِجازت کا اِعتبار نہیں ہوگا۔ (۱)

❁ اگر مشترکہ حصوں میں سے آپس کی رضامندی سے تقسیم سے پہلے کسی شخص کو کوئی گوشت وغیرہ دے دیا تو مسئلہ یہ ہے کہ: اگر شرکاء میں سے کسی نے قربانی کی نذر نہ کی تھی تو جائز ہے کیونکہ اِس صورت میں تقسیم واجب نہیں اور اگر قربانی کے جانوروں میں کسی کا نذر اور منت کا حصہ تھا اور مال دار کو گوشت دیا تو قربانی تو ہوجائے گی مگر یہ گوشت دینا جائز نہیں کیونکہ اِس صورت میں گوشت کو تقسیم کر کے نذر کرنے والے کا حصہ فقراء کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ: ایک قربانی ہوجائے گی۔ البتہ! نذر کرنے والے پر اپنے اُس گوشت کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا جو کسی مال دار کو دے دیا گیا ہو۔ (۲)

❁ دوسرے کی طرف سے واجب قربانی کرنے کے لیے اِجازت لینا ضروری ہے ورنہ دوسرے کی قربانی اَدا نہیں ہوگی۔ (۳)

❁ اگر کسی علاقے میں اپنے متعلقین کی طرف سے قربانی کرنے کی عادت اور رواج ہے تو اپنے متعلقین کی طرف سے اُن کی اِجازت کے بغیر بھی واجب قربانی اَدا کی جاسکتی ہے۔ جیسے: اگر کہیں رواج ہو کہ: لوگ اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کرتے ہوں یا اپنی بالغ اَولاد کی طرف سے باپ قربانی کرتا ہو تو وہاں بلا اِجازت بھی قربانی درست ہے۔ (۴)

❁ شرکت ذبح سے پہلے پہلے تک ہے، ذبح ہونے کے بعد شرکت کے اَندر تغیر وتبدل درست نہیں اور ذبح سے پہلے جن لوگوں کی طرف سے نیت کر کے قربانی کی گئی اُن کی طرف سے قربانی ہوگئی، ذبح کے بعد جس کو شریک کیا اُس کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ (۵)

---

(۱) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، الباب الثامن: فی ما یتعلق فی الشرکۃ فی الضحایا، ج ۵ ص ۳۰۵، طبع دار الفکر، بیروت)

(۲) (ماخوذ: امداد الفتاوی، کتاب الذبائح والاضحیہ والصید والعقیقہ، حکم ہبہ کردن شرکائے قربانی چیزے راقبل از تقسیم، ج ۳ ص ۵۴۹، طبع مکتبہ دار العلوم کراچی، کراچی)

(۳) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب السابع: فی التضحیۃ عن الغیر، ج ۵ ص ۳۰۲، طبع دار الفکر، بیروت)

(۴) (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج ۶ ص ۳۱۵، طبع دار الفکر، بیروت)

(۵) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الہندیہ، کتاب الاضحیہ، باب الثامن: فی ما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا، ج ۵ ص ۳۰۴، طبع دار الفکر، بیروت)

جس آدمی پر قربانی واجب ہے اگر وہ قربانی کے لیے رقم کسی اور ملک میں بھیج دے اور کسی کو قربانی کرنے کے لیے کہہ دے تو اِس طرح رقم بھیج کر دوسرے مما لک میں قربانی کرنا درست ہے، شرعاً اِس میں کوئی قباحت نہیں۔ البتہ! اِتنی بات ضروری ہے قربانی دونوں مما لک کے مشترکہ اَیام میں ہو یعنی جس دن قربانی کی جائے وہ دن دونوں مما لک میں قربانی کا مشترکہ دن ہو ورنہ قربانی درست نہیں ہوگی۔ (۱)

مثال کے طور پر "سعودی عرب" میں "پاکستان" کے حساب سے ایک دن پہلے قربانی شروع ہوتی ہے اور "پاکستان" میں "سعودی عرب" سے ایک دن بعد تو "سعودی عرب" میں رہنے والے آدمی کی قربانی "پاکستان" میں پہلے اور دوسرے دن کرنا صحیح ہے، تیسرے دن نہیں کیونکہ "پاکستان" کا تیسرا دن "سعودی عرب" کے حساب سے قربانی کا دن نہیں۔

اِسی طرح اگر "پاکستان" میں رہنے والے آدمی کی قربانی "سعودی عرب" میں کی جارہی ہے تو "سعودی عرب" کے پہلے دن میں "پاکستان" کے آدمی کی قربانی کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ دن پاکستان کے حساب سے "پاکستان" میں رہنے والوں کے لیے قربانی کا دن نہیں ہے۔ لہٰذا! دوسرے اور تیسرے دن میں کی جائے۔ (۲)

اگر کسی نے شادی کی دعوت نمٹانے کی نیت سے قربانی کی ثواب اور واجب اَدا کرنے کی نیت سے نہیں تو اِس صورت میں قربانی صحیح نہیں ہوگی، دوبارہ ایک حصہ قربانی کرنا لازم ہوگا اور اگر اُس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی شریک ہوتے تو اُن کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی۔ قربانی کے لیے ضروری ہے کہ: تمام شرکاء کی نیت عبادت اور تقرب کی ہو۔ مثلاً: "قربانی، عقیقہ یا ولیمہ مسنونہ" وغیرہ تو اِس صورت میں قربانی اَدا ہوگی۔ (۳)

قربانی کے جانور میں اگر کوئی ایسا شخص شریک تھا جس پر قربانی واجب نہ تھی وہ اگر ذبح کرنے سے پہلے علیحدہ ہو جائے تو اُس پر قربانی واجب رِہ جائے گی اور اُس جانور کے دوسرے شرکاء کی قربانی بھی درست نہ ہوگی۔ (۵)

---

(۱) (الفتاوی العالمگیریۃ المعروفۃ بالفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الرابع: فی ما یتعلق بالمکان والزمان، ج ۵ ص ۲۹۶ طبع دار الفکر، بیروت)

(۲) (قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "ر"، رقم بھیج کر دوسرے ملک میں قربانی کرنا، ص ۸۴۔ ۸۵ طبع بیت العمار، کراچی)

(۳) (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب التضحیۃ، فصل فی شرائط جواز اقامۃ الوجوب فی الاضحیۃ، ج ۵ ص ۷۱ طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(۵) (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیۃ، ج ۶ ص ۳۲۱ و ۳۲۶ طبع دار الفکر، بیروت)

۞ بڑے جانور میں شریک ہونے والے، جانور خریدنے سے پہلے شریک ہوجائیں اور پھر جانور خریدیں یہ سب سے زیادہ اَفضل طریقہ ہے۔❶

۞ جانور خریدنے والا اِس نیت سے جانور خریدے کہ ایک حصے، دو حصے میں اپنی قربانی کے لیے رکھوں، باقی حصوں میں دوسرے کو شریک کرلوں یہ بھی جائز ہے۔❷

۞ اگر بڑے جانور میں متعدد اَفراد شامل ہیں تو ہر فرد کو اپنے اپنے حصے کے مطابق پیسہ دے دینا چاہیے تھا، مگر! کوئی شریک خوشی سے دوسرے کی طرف سے کوئی پیسہ زیادہ دے دے تو اِس میں کوئی حرج نہیں۔❸

۞ کسی شخص نے کسی سے کہا: اپنی قربانی کے جانور میں میرا بھی حصہ شامل کرلو اور پیسہ نہ دیا اور اُس نے اِس طرح شامل کردیا جب قربانی ہوچکی تو اُس نے پیسے دینے سے اِنکار کردیا کہ میں حصہ نہیں لیتا تو اِس اِنکار کا اِعتبار نہیں، اُس پر ضروری ہے کہ قیمت اَدا کرے۔❹

۞ کسی نے قربانی کا بڑا جانور خریدا اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ کوئی مل گیا تو اُس کو بھی شریک کرلیں گے، اُس کے ساتھ مل کر قربانی کریں گے، اُس کے بعد کچھ اور لوگ شریک ہوگئے تو یہ درست ہے۔❺

۞ اگر جانور خریدتے وقت دوسرے لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہیں کی بلکہ پورے جانور کو اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت تھی تو اب اُس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر نہیں، لیکن! اگر شریک کرلیا تو اُس کی دو (۲) صورتیں ہیں:

① اگر شریک کرنے والا صاحبِ نصاب اَمیر ہے تو درست ہے۔

② اگر شریک کرنے والا غریب ہے تو درست نہیں ہے۔❻

عقیقہ کے معنی اور اُس کے مسائل

۞ عقیقہ "عَقٌّ" سے مشتق ہے۔ لغت میں "عَقٌّ" کے معنی ہے چیرنا پھاڑنا۔ اِصطلاح میں عقیقہ اُن بالوں کو کہتے ہیں جو نوزائدہ بچے کے پہلے پہل سر پر ہوتے ہیں۔ اُن بالوں کو عقیقہ اِس

❶❷❺❻ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج۶ ص ۳۱۷، طبع دارالفکر، بیروت) ❸ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الاضحیہ، ج۶ ص ۳۱۵، طبع دارالفکر، بیروت)

❹ (ماخوذ: فتاویٰ محمودیہ، کتاب الاضحیہ، باب الشرکۃ فی الاضحیہ، قربانی میں شرکت کی اِجازت دے کر پھر انکار کرنا، ج۱۷ ص ۴۰۴، طبع: دارالافتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی)

اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ: وہ بال ساتویں دن مونڈے جاتے ہیں اور اِسی مناسبت سے عقیقہ اُس بکری کو بھی کہتے ہیں جو بچے کے سر مونڈنے کے وقت ذبح کی جاتی ہے۔ (۱)

اہل عرب اپنی اَولاد کا عقیقہ کیا کرتے تھے اور عقیقہ میں بہت سی مصلحتیں ہیں جس کا فائدہ خاندان، غیر خاندان اور خود عقیقہ کرنے والوں کو بھی تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسے برقرار رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس پر عمل بھی کیا اور دوسروں کو اِس کی ترغیب دی۔ (۲)

من جملہ اُن مصلحتوں کے یہ ہے کہ: عقیقہ میں نہایت خوبی کے ساتھ اَولاد کے نسب کی اِشاعت ہوتی ہے۔ عقیقہ کے اَندر سخاوت کے معنی کا اِتباع اور بخل کی صفت کی نافرمانی پائی جاتی ہے۔ (۳)

ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ نصاریٰ میں جب کسی کے ہاں بچہ ہوتا تو اُس کو زرد پانی سے رنگا کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ: اب یہ بچہ نصرانی رنگ میں رنگ گیا، اِسی نام کے ساتھ مُشَاکَلَۃً اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا: "صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۔۔۔ الآیۃ (۴)" ہم نے قبول کر لیا رنگ اللہ کا یعنی دین حق اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے۔ تو مناسب ہوا کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی نصاریٰ کے فعل کے مقابل کوئی ایسا اِمتیاز پایا جائے جس سے اُس فرزند کا اِسلامی اور ملتِ اِبراہیمی و اسماعیلی کے تابع ہونا معلوم ہوا اور جس قدر اَفعال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے اور برابر اُن کی اولاد میں چلے آئے اُن میں سب سے زیادہ مشہور واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہونا، پھر خدا تعالیٰ کا اُس کے بدلے میں ذبح عظیم کے ساتھ اِنعام کرنا ہے اور اُن یادگاروں میں سب سے زیادہ مشہور یادگار حج ہے، جس کے اَندر سر کے بال منڈانا اور ذبح کرنا ہوتا ہے۔ پس! اِن باتوں میں اُن کے ساتھ مشابہت پیدا کرنا اِس بات کی علامت ہے کہ: ہم اور ہماری اَولاد "ملت حنیفی" یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر جو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے یعنی دین اِسلام ہم اُس پر قائم و دائم ہیں۔ (۵)

---

(۱) (عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ع"، عقیقہ کا معنی، ص ۱۳۲، طبع بیت العمار، کراچی) (۴) (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، ۱۳۸)

(۲)(۳) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ع"، عقیقہ کے فائدے، ص ۱۵۱، طبع بیت العمار، کراچی)

(۵) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ع"، عقیقہ کے فائدے، ص ۱۵۱۔ ۱۵۲، طبع بیت العمار، کراچی)

۞ عقیقے میں دو (۲) کام ہوتے ہیں: ① ایک بچے کا سر منڈا دینا۔

② دوسرا بچے کی طرف سے شکرانہ اور فدیہ کے طور پر جانور قربان کردینا۔

اِن دونوں عملوں میں خاص ربط اور مناسبت ہے اور یہ ملتِ اِبراہیمی کے شعار میں سے ہے ۔حج میں بھی اِن دونوں کا اِسی طرح جوڑ ہے اور حاجی قربانی کرنے کے بعد سر صاف کراتا ہے، اِس لحاظ سے عقیقہ عملی طور پر اِس کا بھی اعلان ہے کہ: ہمارا رابطہ اللہ کے خلیفہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے اور بچہ بھی ملتِ ابراہیمی کا ایک جز ہے۔ ①

۞ لہٰذا! بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں شکریہ کے طور پر، نیز آفات واَمراض سے حفاظت کے لیے ساتویں دن یعنی بچہ جمعہ کے دن مثلاً پیدا ہوا تو جمعرات کے دن لڑکے کے لیے دو (۲) بکرے اور لڑکی کے لیے ایک بکرا کیا جائے اور بچے کا سر منڈوا کر بالوں کے ہم وزن چاندی یا اُس کی قیمت غریبوں میں صدقہ کرے اور بچوں کے سر پہ زعفران لگائے۔ یہ تمام باتیں مستحب اور حدیث سے ثابت ہیں۔ ②

۞ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد گرامی ہے کہ: بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے میں مرہون ہوتا ہے، لہٰذا! ساتویں دن اُس کی طرف سے جانور کیا جائے اور اُس کا نام طے کرلیا جائے، نیز اُس کا سر منڈوایا جائے۔ ③

۞ "مرہون" کے معنی بچہ ماں باپ کے لیے سفارش کرے گا۔ لیکن! اگر حیثیت کے باوجود عقیقہ نہیں کیا اور بچپن میں اِنتقال ہوگیا تو وہ ماں باپ کے لیے شفاعت نہیں کرے گا، جس طرح گروی رکھی چیز کام نہیں آتی ہے بچہ بھی ماں باپ کے کام نہیں آئے گا۔ ④

۞ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: زمانۂ جاہلیت یعنی قبل از اِسلام میں بچہ پیدا ہوتا تو ہم بکرا ذبح کرتے اور اُس کا خون بچے کے سر پر لگاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اِسلام سے نوازا تو اب ہم ساتویں دن بکرا ذبح کرتے ہیں، نیز بچے کا سر مونڈتے اور اُس کے سر پر زعفران لگاتے ہیں۔ ⑤

---

① (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "ع"، عقیقہ میں دو کام ہیں، ص ۱۶۳، طبع بیت العمار، کراچی)

② (عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "ع"، عقیقہ کیا ہے؟ ص ۱۴۰، طبع بیت العمار، کراچی)

③ (جامع الترمذی، ابواب الاضاحی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب بلا ترجمہ، ج ۱، ص ۲۷۸، طبع قدیمی، کراچی)

④ (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "س"، سفارش اور عقیقہ، ص ۱۰۸، طبع بیت العمار، کراچی)

⑤ (سنن ابی داوٗد، کتاب الضحایا، باب فی العقیقہ، ج ۲، ص ۳۷، طبع مکتبہ حقانیہ، ملتان)

عقیقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقے میں ایک بکری کی قربانی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: اِس کا سر صاف کر دو اور بالوں کے وزن بھر چاندی صدقہ کرو۔ ہم نے وزن کیا درہم یا اُس سے کچھ کم تھے۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے بچہ پیدا ہو وہ اُس کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو لڑکے کی طرف سے دو (۲) بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کرے۔ (۲)

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ: عقیقہ فرائض و واجبات کی طرح کوئی لازمی چیز نہیں بلکہ اِس کا درجہ اِستحباب کا ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ (۳)

اِسی طرح لڑکے کے عقیقے میں دو (۲) بکریاں کرنا کچھ ضروری نہیں۔ ہاں! اگر وسعت ہو تو دو (۲) کی قربانی بہتر ہے ورنہ ایک بھی کافی ہے۔ (۴)

عقیقہ میں جانور کے لیے تمام شرائط وہی ہیں جو قربانی کے جانور میں ہیں اور گوشت اور کھال وغیرہ سب کے اَحکام وہی ہیں جو قربانی کے اَحکام ہیں۔ (۵)

عقیقہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ: ساتویں روز کیا جائے، اگر ساتویں ۷) روز نہ ہو تو چودھویں (۱۴) روز یا اکیسویں (۲۱) روز کرے۔ (۶)

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ: یہ کے جانور کو ساتویں روز ذبح کیا جائے یا چودھویں (۱۴) روز یا اکیسویں (۲۱) روز۔ (۷)

---

(۱) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصید والذبائح، باب العقیقہ، ج ۲،ص ۳۶۲، طبع قدیمی، کراچی)

(۲) (سنن ابی داوٗد، کتاب الضحایا، باب فی العقیقہ، ج ۲،ص ۳۶-۳۷، طبع مکتبہ حقانیہ، ملتان)

(۳)(۴) (عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ع"، عقیقہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل، ص ۱۶۵، طبع بیت العمار، کراچی)

(۵) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ع"، عقیقہ اور قربانی میں فرق، ص ۱۱۷ تا ۱۱۹، طبع بیت العمار، کراچی)

(۶) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "س"، ساتویں دن کے حساب کا طریقہ، ص ۱۰۲-۱۰۳، طبع بیت العمار، کراچی)

(۷) (جامع الترمذی، ابواب الاضاحی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب بلا ترجمہ، ج ۱،ص ۲۷۸، طبع قدیمی، کراچی)

بہت سے علماء نے ساتویں (۷) دن کی تعداد کا لحاظ کر کے بالغ ہونے تک کی مدت لکھی ہے اور بہت سے کسی مدّت کی قید نہیں لگائی۔ لیکن! عقیقہ خود مستحب ہے اور اِس مستحب کو مستحب کے طریقے سے اَدا کرنا چاہیے۔ لہٰذا! ساتویں روز عقیقہ کرنا بہتر ہے نہ ہو سکے تو چودھویں (۱۴) روز یا اکیسویں (۲۱) روز کرے، بغیر کسی مجبوری کے اِس سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔ (۱)

❁ عقیقہ زندگی میں کیا جاتا ہے مرنے کے بعد عقیقہ کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے۔ (۲)

❁ اگر مردہ بچے کے عقیقے کو مستحب نہ سمجھا جائے، محض شفاعت کی اُمید اور مغفرت کی لالچ میں کر دیا جائے تو گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ (۳)

❁ ایک شخص نے اپنے بچے کے عقیقے کے لیے جانور خریدا اِتفاقاً بچہ مر گیا تو اُس نے اِرادہ ملتوی کر کے جانور فروخت کر کے اُس کی کل رقم کسی مدرسہ یا طالبِ علم کو دے دی تو یہ بھی درست ہے۔ (۴)

❁ اگر کسی مجبوری کی بنا پر ساتویں (۷) دن عقیقہ نہ کر سکا تو جب بھی کرے ساتویں (۷) دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے۔ (۵) اور اِس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اُس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی اگر جمعہ کو ولادت ہوئی تو جمعرات کو عقیقہ کر دے، اگر جمعرات کو پیدائش ہوئی تو بدھ کو کرے۔ (۶)

❁ یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر اُسترا رکھا جائے فوراً اُسی وقت بکری ذبح ہو یہ محض مہمل رسم ہے، شریعت میں سب جائز ہے کہ: سر مُنڈنے کے بعد کرے یا ذبح کر کے پھر سر مُنڈے۔ (۷)

❁ لڑکے اور لڑکی کے عقیقہ میں جانور کے مذکر و مؤنث ہونے کا کوئی فرق نہیں، لڑکے کے

(۱) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "ع"، عقیقہ کس عمر تک ہے، ص ۱۳۵ ۔ ۱۳۶، طبع بیت العمار، کراچی)

(۲) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "م"، موت کے بعد عقیقہ کرنا، ص ۲۰۱، طبع بیت العمار، کراچی)

(۳) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "م"، مرحوم بچہ کا عقیقہ، ص ۱۹۷، طبع بیت العمار، کراچی)

(۴) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "ج"، جانور ذبح کرنے سے پہلے بچہ کا انتقال ہوگیا، ص ۶۹، طبع بیت العمار، کراچی)

(۵) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "س"، ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکا، ص ۱۰۴، طبع بیت العمار، کراچی)

(۶) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "س"، ساتویں دن کے حساب کا طریقہ، ص ۱۰۲، طبع بیت العمار، کراچی)

(۷) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، حرف "ع"، عقیقہ کے جانور کو کب ذبح کیا جائے؟ ص ۱۴۹، طبع بیت العمار، کراچی)

عقیقے میں بکری اور اِسی طرح لڑکی کے عقیقے میں بکرے کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔ بس! صرف اَفضلیت دو(۲) اور ایک کے اِعتبار سے ہے۔ (۱)

عقیقے کی دعا

عقیقہ کر دینے سے بچہ کی اَلا بلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔ اگر لڑکا ہو تو دو(۲) بکرے اور لڑکی ہو تو ایک۔

جب بکرے ذبح کریں تو یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ (اِس جگہ بچہ کا نام لیں) دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ (اور اگر لڑکی ہے تو بِدَمِهَا اور بِلَحْمِهَا اور بِعَظْمِهَا اور بِجِلْدِهَا بِشَعْرِهَا کہے) إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ۔ پھر "بِسْمِ اللهِ اَللهُ أَكْبَرُ" کہہ کر ذبح کرے۔

---

(۱) (ماخوذ: عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا، حرف "ن"، نر مادہ کا فرق نہیں، ص ۲۰۷، طبع بیت العمار، کراچی)

اِدارہ کی دیگر مطبوعات

❶	حیاتِ صدیق (سوانح عارف باللہ حضرت مولانا قاری سیّد صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ)
❷	اِفاداتِ صدیق (ملفوظات: عارف باللہ حضرت مولانا قاری سیّد صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ)
❸	مجالس صدیق (ملفوظات: عارف باللہ حضرت مولانا قاری سیّد صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ)
❹	اِفاداتِ درس قرآن (تفسیر: عارف باللہ حضرت مولانا قاری سیّد صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ)
❺	علمی واصلاحی ملفوظات ومکتوبات
❻	الاربعون (چالیس حدیثیں)
❼	پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری دعائیں
❽	کامل مسنون نماز
❾	فضائل ومسائل رمضان
❿	اللہ والوں کی نظر میں حفاظتِ نظر

یادداشت